عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
محمد داؤد الرحمن علی

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد داؤد الرحمن علی

بسم الله الرحمن الرحیم

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

انتساب

بندہ ناچیز اس ادنیٰ سی کوشش کو

اپنے محسن ومربی شیخ الحدیث حضرت مولانا خادم حسین صاحب مدظلہ

والدین، بھائیوں اور میرے تحریر کے اساتذہ

حضرت مولانا محمد احمد قاسمی صاحب مدظلہ

حضرت مولانا مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب مدظلہ

کے نام منسوب کرتا ہوں۔

فہرست مضامین

ابتدائیہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد!

''افکار قاسمی'' کے لیے اپنا مضمون تیار کرنے میں مگن تھا کہ بڑے بھائی مولانا محمد حفظ الرحمن فاروق صاحب کسی کام کی وجہ سے میرے پاس تشریف لائے۔ جب لکھنے میں مگن دیکھا تو کہنے لگے آج کیا لکھ رہے ہو؟ عرض کی ''مجلہ افکار قاسمی'' کے لیے اپنا مضمون ربیع الاول کے حوالے سے ''عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' تیار کر رہا ہوں۔ کہنے لگے کہ ''مضمون'' تیار کر رہے ہو یا پھر اس عنوان پر ''کتابچہ'' ترتیب دینے کا ارادہ ہے؟ بھائی کی یہ بات کہیں نہ کہیں دل میں سما گئی۔ کئی بار قلم اٹھانے کی کوشش کی لیکن جسم پر کپکپی طاری ہوجاتی تھی، قلم جنبش دینا بند کر دیتا تھا کہ ایک گناہ گار امتی کیسے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں چند کلمات کو قلم کے ذریعے لکھنے کی جسارت کرے۔ چند یوم عجیب سی کیفیت رہی، لکھنے کی کوشش کرتا تو عجب سا حال طاری ہوجاتا تھا۔ ایک دن رات خواب میں ایک عجیب سا منظر دیکھا کہ ایک پرنور جگہ پر بیٹھ کر یہی تحریر لکھ رہا ہوں۔ صبح جب نماز کے لیے آنکھ کھلی تو عجب کیفیت تھی دل و دماغ میں یہ چیز چھائی ہوئی تھی کہ تم شروع کرو اللہ کی مدد شامل حال ہوگی۔ الحمد اللہ جب اس کا آغاز کیا تو ایسی ایسی اللہ کی مدد و نصرت دیکھی کہ چند یوم کے اندر اتنا مواد تلاش کر لیا جس سے ایک کتابچہ تیار ہوسکتا تھا۔ جب کتابچہ تیار کر رہا تھا تو بعض اوقات آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے، دل و دماغ میں ایک نور سا محسوس کرتا اور قلم کو ایسی جنبش آتی کہ الفاظ خود بخود بنتے چلے جاتے اور ساتھ ساتھ درود شریف کا ورد زبان پر جاری ہوجاتا۔

جب ایک مضمون مکمل ہوتا تو اللہ تعالیٰ دوسرا مضمون ذہن میں ڈال دیتے اور مزید یہ کہ مطلوبہ مواد بھی اللہ کے کرم سے کہیں نہ کہیں سے مل جاتا تھا۔ جب صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ اور اکابرین علماء کا ''عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' پڑھا تو اس کی برکت سے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اور زیادہ محسوس کیا۔ اکابرین علماء نے سید الکونین، امام الانبیاء، رئیس الاتقیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالیہ میں بڑی بڑی عظیم کتابیں لکھیں، جو امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک عظیم کارنامہ ہے۔ آج کے اس نفسہ نفسی کے عالم میں ہر انسان مصروفیت کا رونا روتا ہے۔ اس لیے بندہ ناچیز نے اللہ کی توفیق اور والدین کی دعاؤں سے ان حضرات کے لیے چند کتابوں (عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واکابرین حق، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم واکابرین علمائے دیوبند، خطبات منبر ومحراب ودیگر) سے استفادہ حاصل کر کے یہ چھوٹا سا کتابچہ ترتیب دیا ہے۔ ان شاء اللہ عزوجل قارئین اکرام کے لیے یہ کتابچہ مفید ثابت ہوگا۔

یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت، کرم نوازی، توفیق سے اور والدین، بھائیوں، اساتذہ، احباب کی دعاؤں کی وجہ سے ممکن ہوا ورنہ میں بندہ گناہ گار وخطا کار اس قابل نہ تھا۔ میں اس کتابچہ کو اپنے لیے باعث نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ دعا گو ہوں اللہ پاک اس کتابچہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور عوام الناس کو اس سے استفادہ حاصل کر کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چنگاری کو دل میں جلا بخشنے کا باعث بنائے اور بندہ کے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین ثم آمین

آخر میں قارئین کرام سے گزارش ہے دوران مطالعہ کہیں کوئی غلطی یا اصلاح کی ضرورت محسوس کریں تو براہ کرم آگاہ کریں تاکہ اس جگہ کی اصلاح کی جاسکے۔ جزاک اللہ خیرا

والسلام محتاج دعا

محمد داؤد الرحمن علی

یکم ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ بمطابق ۲۸ ستمبر ۲۰۲۲ء

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقاضا

مومن کا دل محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار ہونا لازمی اور فطری بات ہے، اور یہ محبت تمام مادی نسبتوں اور چیزوں سے بڑھ کر ہونا، کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔ ساری کائنات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات نصف النہار کے سورج کی طرح عیاں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت دل کا اطمینان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت شرطِ ایمان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل آوری وصفِ مسلمان ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل محبت اور سچے عشق کے ساتھ ساتھ بھرپور عمل بھی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ صرف حکم بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہر عمل کو بھی اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا۔ انفرادی ہو یا اجتماعی زندگی، شخصی معاملات ہوں یا ملکی یا بین الاقوامی معاہدات، حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، مصلے پر ہو یا بسترِ حرم پر، ہر موقع پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اُسوہ کو اپنے دامنِ عمل سے پیوستہ رکھا۔ بعد والوں کے لیے وہ مقدس جماعت منارۂ منزل بن گئی۔ اتباعِ سنت کے لیے انہیں نہ بادشاہ کی پرواہ ہے، نہ باپ کی، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو بجالانے میں نہ دریا حائل ہوتا تھا، نہ جنگل و بیاباں اور صحراء نہ گلستاں، اسی بنا پر باطل ان کے رعب سے لرز اُٹھتا۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں؛ واقعتاً کسی سے محبت ہوجاتی ہے تو محبوب کی محبوبات و مرغوبات، حتیٰ کہ مباحات سے بھی محبت ہوجاتی ہے۔ ایک سچے عاشقِ رسول کا جذبہ یہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیے کہ وہ کردار کا غازی بنے، نہ کہ محض گفتار کا۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اور ہر حکم کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں عملی طور پر بجالائے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''اَلْمُتَمَسِّكُ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِيْ فَلَهٗ أَجْرُ شَهِيْدٍ۔'' (معجم اوسط للطبرانی بحوالہ معارف الحدیث)

''لوگوں کے فساد کے وقت جو میری سنت کو اپنائے گا اللہ اُسے شہید کا ثواب عطا فرمائے گا۔''

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نمونہ ہم کو دیکھنا ہے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی دیکھیں کہ انہوں نے کیسے لازوال نمونے بعد والوں کے لیے چھوڑے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کدّو پسند نہ تھا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کر کے کھاتا دیکھ کر آپؓ کو بھی شوق ہو گیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما محض اتباعِ سنت کی غرض سے اس مقام پر بیٹھے جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر کے دوران قضائے حاجت کے لیے گئے تھے، کچھ دیر آپؓ بھی اسی مقام پر بیٹھ گئے۔ (حیاۃ الصحابہؓ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجرِ اسود کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا اگر میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا۔ (الشفاء)

شہید اسلام حضرت مولانا محمد اسلم شیخو پوری شہیدؒ اپنی کتاب ''ندائے منبر ومحراب'' میں فرماتے ہیں کہ:۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ بڑے حقوق ہم پر لازم ہیں۔

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا جائے۔

۲۔ زندگی کے تمام مسائل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی نصرت کی جائے۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم کی جائے۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی جائے۔ (ندائے منبر ومحراب ج ا ص ۷۷)

ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت ہوتی ہے، جس سے وہ پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی بھی چند علامات ہیں جس سے علم ہو جاتا ہے محبت کا دعویٰ کرنے والے میں واقعی محبت ہے یا نہیں۔

محبت کی پہلی علامت:۔

محبت کی پہلی علامت یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے بلکہ خدا کی محبت کی علامت بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جائے اللہ تعالی فرماتا ہے:

کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالی سے محبت استوار کرنا چاہتے ہو تو میری (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

محبت کی دوسری علامت:۔

محبت کی دوسری علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کثرت سے ذکر کیا جائے کیونکہ اصولی طور پر کہہ دیا گیا ہے۔

''مَنْ اَحَبَّ شَيْأً أَكْثَرَ ذِكْرَه''

'جو کسی کے ساتھ محبت رکھتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

زندگی کے ہر مسئلے میں آپ کا حوالہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات بار بار دہرائے جائیں اور سیرت وحدیث کی کتابوں کا مطالعہ خوب کیا جائے۔

محبت کی تیسری علامت:۔

محبت کی تیسری علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے ساتھ اتنی محبت ہو کہ اس کے لئے سب کچھ قربان کرنے پر تیار رہے قرآن وسنت کی تبلیغ واشاعت کیلئے ہر تکلیف خوشی خوشی برداشت کرے۔

محبت کی چوتھی علامت:۔

محبت کی چوتھی علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وحرمت کا ہر حال میں احساس رہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے تو درود شریف پڑھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے تو تعظیم کے ساتھ لے۔

محبت کی پانچویں علامت:۔

محبت کی پانچویں علامت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کی زیارت کا بے

حد شوق ہو۔ظاہر ہے کہ ایک محبت کی سب سے بڑی آرزو یہی ہوتی ہے کہ مجھے محبوب کا وصال اور ملاقات نصیب ہو۔

محبت کی چھٹی علامت:۔

محبت کی چھٹی علامت یہ ہے کہ ہر اس چیز سے محبت ہو جس کا تعلق اور جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے محبت ہو، ازواج مطہرات سے (بحیثیت امہات المؤمنین) محبت ہو، صحابہ سے محبت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر اور اس کے گلی کوچوں سے محبت ہو، آپ کی زبان سے محبت ہو۔

ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلمنے ارشاد فرمایا: کہ عرب سے تین وجوہ سے محبت رکھو ۔ایک تو اس لئے کہ میں عربی ہوں دوسرے اس لئے کہ قرآن کی زبان عربی ہے تیسرے اس لئے کہ جنت والوں کی زبان عربی ہوگی۔

ایک اور حدیث پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اہلعرب کو دھوکا دیا وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا اور اس کو میری محبت اور دوستی حاصل نہیں ہوگی۔

محبت کی ساتویں علامت:۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث علماء سے محبت ہو اور اولیاء، اتقیاء اور اصفیاء سے محبت ہو۔ (ندائے منبر و محراب ج ۱ ص ۱۰۸)

آیئے! ہم ایک لمحہ کے لئے غور کریں کہ کیا ہمارے اندر یہ علامات پائی جاتی ہیں یا نہیں۔اگر نہیں پائی جاتیں تو ان علامات کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

☆☆☆☆

ادب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محسن انسانیت، رحمت عالم، شافع محشر حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر دنیا میں جلوہ افروز نہ ہونا ہوتا تو یہ جن وانس، بحر وبر، شجر وحجر، شمس وقمر، چڑیوں کی چہک، پھولوں کی مہک، سبزے کی لہک، زمین کی نرمی، سورج کی گرمی، دریا کی روانی، خوشحالی وبدبختی، ہوا کے پرندے۔ الغرض کائنات کی کسی بھی چیز کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔

جن کے لیے یہ کائنات سجائی گئی ان کی بارگاہ میں پیش ہونے کے کچھ آداب ہیں۔

قرآن میں ادب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم:۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے سابقہ امتوں کی اپنے انبیاء سے جو گفتگو بیان فرمائی ہے اس غور کرنے سے علم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنی نبی کو نام لیکر پکارا کرتے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نام لیکر پکارتی تھی۔ قرآن مجید میں اللہ پاک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اور ان کی ایک قوم کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر ہرگز صبر نہ کریں گے۔ (سورۃ البقرہ، آیت 61)

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نام لیکر اپنے نبی کو مخاطب کر رہی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حواریوں نے کہا تھا

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ

جب حواریوں نے کہا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تیرا رب یوں کر سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانا اتارے۔(سورۃ المائدہ آیت نمبر 112)

ان آیات مبارکہ سے علم ہوتا ہے وہ لوگ اپنے پیغمبر سے اس کا نام لیکر گفتگو کرتے اور گفتگو کا انداز ایسے ہوتا جیسے وہ ایک دوسرے سے ہمکلامی کر رہے ہیں۔ یہ معاملہ سوءادب کے خلاف تھا اس لیے اللہ رب العزت نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے طرز کلام سے منع فرمادیا اور اس سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

تم لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسطرح نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔(سورۃ النور، آیت نمبر 63)

اس آیت میں واضع حکم دیا گیا کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح ہم کلام نہ ہوں جس طرح تم ایک دوسرے سے ہم کلام ہوتے ہو۔

قربان جائیں اصحاب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری پر کہ اس آیت کے نزول کے بعد جب بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے تو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ، یا حبیب اللہ کہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخطاب کرتے اور ساتھ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

اپنی آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اونچی مت کرو؛۔

اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور

تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (سورۃ الحجرات آیت نمبر 2)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں شور نہ کیا کروں جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ طریقہ خلاف ادب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرو تو نرم آواز سے تعظیم واکرام کے لہجہ میں ادب وشائستگی کے ساتھ۔ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے۔ لائق شاگرد اپنے استاد سے۔ مخلص مرید اپنے پیرو مرشد سے اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے کہ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکدر پیش آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت ضائع جانے کا خدشہ ہے۔''

صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بارگاہ رسالت کا ادب

صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو نمائندہ بنا کر بھیجا تا کہ مصالحت کی شرائط طے کی جاسکیں۔ عروہ انتہائی ذہین اور جہاں دیدہ آدمی تھا۔ مسلمانوں کے لشکر میں پہنچتے ہی اس نے ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھ کر گفتگو کرنے کے دوران وہ کن اکھیوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی حرکات و سکنات کو دیکھتا رہا۔ جب وہ قریش کے پاس واپس آیا تو اس نے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں کچھ یوں اپنے تاثرات کہے۔

یاقوم واللہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی قیصر وکسری والنجاشي واللہ ان رأیت ملکاًقط بعظمه أصحابه مایعظمه اصحاب محمد محمدا. واذا امرهم ابتدروا أمره واذاتوضاکادوایقتلون علی وضوئه

واذاتکلم خفضوا أصواتھم عندہ و مایجمعدون علیہ النظر تعظیماله۔

''اے میری قوم اللہ کی قسم کہ میں قیصر وکسری اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے دربار میں حاضر ہوا میں حاضر ہوا ہوں۔ میں نے کبھی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے اصحاب اسکی اتنی تعظیم کرتے ہوں۔جتنی تعظیم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ان کی کرتے ہیں۔اللہ کی قسم جب وہ تھوک بھی پھینکیں توان کے اصحاب میں سے کوئی نہ کوئی اپنے ہاتھ پر لے لیتا ہے۔جب وہ وضو کرتے ہیں توان کے وضو کا پانی لینے کے لئے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔جب وہ کوئی حکم فرماتے ہیں توان کے صحابہ رضی اللہ عنھم اجمعین اس حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں۔جب وہ کلام فرماتے ہیں ان کے اصحاب رضوان اللہ علیھم اجمعین کی آوازیں پست ہوجاتی ہیں۔مزید یہ کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں بڑی محبت و الفت اورادب کی نگاہوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔'' (مسلم شریف)

حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم علیہ السلام کے چچا تھے تاہم عمر میں کوئی زیادہ فرق نہ تھا۔ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا

''ءانت اکبر منی۔''

کیا آپ مجھ سے بڑے ہیں۔؟

یہ الفاظ سنتے ہی حضرت عباس رضی اللہ عنہ تڑپ اٹھے اورعرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت أکبر و اعظم انا اسن''

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ بڑے ہیں اور مرتبہ والے ہیں البتہ میری عمر زیادہ ہے۔''

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمر کا تذکرہ کرتے ہوئے کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ''تم بڑے ہو یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟'' ان صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں البتہ میں پیدائش میں ان سے پہلے ہوں۔'' (کشف الغمہ للشعرانی)

ان روایات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عام گفتگو میں بھی کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے جس سے بے ادبی کا شائبہ ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس طرح سما چکی تھی کہ روانی کلام میں بھی کوئی لفظ خلاف ادب زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب

قاضی عیاض رحمہ اللہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے اسکی تعظیم وتکریم کرنا، حرمین شریفین میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہد ومساکن کی تعظیم کرنا اور وہ چیزیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے پکاری جاتی ہوں یا جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چھوا ہو۔ ان سب کا (ادب) اکرام کرنا درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام میں ہی داخل ہے۔ سلف صالحین کا دستور تھا کہ جن محفلوں میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنی یا سنائی جاتی ان محفلوں میں اسطرح باادب اور باوقار بیٹھتے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی علیہ السلام کی خدمت میں باادب ہو کر بیٹھتے تھے۔ سب اس لیے تھا کہ وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کو درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ادب تصور کرتے تھے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد امام عبدالرحمن بن مہدی (المتوفی 198) کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے سامنے حدیث پاک پڑھی یا سنائی جاتی تو وہ لوگوں کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے **لا ترفعو اصواتکم فوق صوت النبی** کہ اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز پر بلند نہ کرو اور نیز یہ بھی فرماتے کہ حدیث شریف پڑھتے پڑھاتے وقت خاموش رہنا اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں ارشاد فرمانے کے وقت لازم تھا۔ (مدارج النبوت ج 1 ص 529)

رئیس التابعین حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 93ھ) بیمار ہونے کی وجہ سے ایک پہلو پر لیٹے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے ان سے ایک حدیث کے متعلق

دریافت کیا وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی۔سائل نے کہا کہ آپ نے اتنی تکلیف کیوں کی۔فرمایا میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ نبی علیہ السلام کی حدیث کروٹ کے بل لیٹے لیٹے بیان کروں۔(مدارج النبوت ج1 ص 541)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 118ھ) اس امر کو مستحب لکھتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث باوضو ہی پڑھائیں۔(مصنف عبدالرزاق ج1 ص 344)

جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم حاصل کرنے کے لئے آتے تو ایک خادمہ ان لوگوں سے پہلے دریافت کرتی کہ حدیث مبارکہ کے لئے آئے ہو یا فقہی مسائل معلوم کرنے کے لئے؟ اگر وہ کہتے کہ مسائل معلوم کرنے کے لئے آئے ہیں تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فوراً باہر تشریف لاتے۔اگر وہ کہتے کہ ہم حدیث مبارکہ کی سماعت کے لئے آئے ہیں تو پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غسل کر کے خوشبو لگاتے اور نیا لباس پہن کر باہر تشریف لاتے۔آپ کے لئے ایک تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ حدیث بیان فرماتے۔اثنائے روایت مجلس میں عود (خوشبو) کی دھونی دی جاتی۔کسی طالبعلم نے اس اہتمام کی وجہ پوچھی تو فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اس طرح سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کروں''۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ ہم سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرما رہے تھے۔ حدیث کے بیان کے دوران آپ کے چہرے کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے حدیث مبارک کو قطع نہ کیا جب امام مالک رحمہ اللہ روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور سامعین چلے گئے تو آپ نے مجھے فرمایا کہ ذرا میری کمر تو دیکھو۔میں نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ ایک بچھو نے سولہ مرتبہ ڈسا تھا۔میں نے پوچھا کہ آپ نے بتایا کیوں نہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ نے جواب دیا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے لیے صبر کیا۔'' (مواہب والشفاء)

علماء اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں سے گزرتے ہوئے راستہ کے درمیان میں چلنے کی بجائے دیواروں کے قریب چلتے تھے۔ کسی کے پوچھنے پر فرمایا: ''ممکن ہے کہ ان راستوں پر نبی علیہ اسلام کے مبارک قدموں کے نشان موجود ہوں۔ اگر میرے قدم ان نشانات پر آ گئے تو سخت بے ادبی ہو گی۔''

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا'' آپ کے پاس سواری کے لئے بہترین گھوڑے موجود ہیں مگر آپ مدینہ منورہ میں گھوڑے پر سوار کیوں نہیں ہوتے؟ امام مالک نے فرمایا'' مجھے زیب نہیں دیتا کہ جس مقدس جگہ پر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہوں میں اس جگہ کو گھوڑے کے سموں سے پامال کروں۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی جذب القلوب میں لکھا ہے''امام مالک رحمتہ اللہ علیہ ادب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے مدینہ منورہ میں گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے۔''

ایک مرتبہ کسی شخص نے دوران گفتگو کہا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر فتوی دیا کہ اسے تیس درے مارے جائیں اور کچھ عرصہ کے لئے قید کر دیا جائے۔ کسی نے پوچھا کہ اتنی سختی کیوں؟ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسا شخص اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماردی جائے۔ جس زمین میں اللہ تعالی کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں وہ اسکے متعلق گمان کرتا ہے کہ اسکی مٹی خراب ہے۔ (شفاء)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ادب

جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں ان کا ادب واحترام واجب تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریفہ کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام واجب ہے۔ سلف صالحین کا یہی مذہب رہا ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لیٹا ہوا تھا کہ کسی نے میری طرف کنکری پھینکی۔ جب سر اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جاؤ ان دونوں کو بلا لاؤ۔ جب وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔ "تم کون ہو یا کہاں سے آئے ہو؟" انہوں نے بتایا ہم طائف سے آئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''اگر تم لوگ مدینہ شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں دُرّے لگاتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازیں بلند کرتے ہو۔" (بخاری شریف)

حضرت نافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشاء کے وقت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے۔ اچانک کسی شخص کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر پوچھا "تم کون ہو؟" اس نے کہا "میں قبیلہ بنو ثقیف سے ہوں۔" یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کس شہر کے رہنے والے ہو۔؟" اس نے کہا "میں طائف کا رہنے والا ہوں"۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ یاد رکھو اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔" (وفاء الوفاء)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کسی مکان میں میخ ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو پیغام بھجواتیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا مت پہنچاؤ۔ (وفاء الوفاء)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے لیے ایک لکڑی کا دروازہ بنوانا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کاریگر سے فرمایا کہ وہ کسی دور جگہ پر جا کر دروازہ تیار کرے تاکہ دروازہ کی تیاری کے دوران اوزار کی آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذیت نہ پہنچے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ایک ایسا عنوان ہے جس کا ذکر آتے ہی ایک عاشقِ رسول کے دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی اور جذبات مچلنے لگتے ہیں، سوز وگداز قلب وروح کو گرمانے لگتا ہے، محبت کی چنگاریاں اندر اندر ہی سُلگنے لگتی ہیں اور دل جانِ کائنات وجان رحمت صلّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کی جانب کھنچنے لگتا ہے، دیدار مصطفٰے وزیارتِ روضۂ انور کی تمنا موجیں مارنے لگتی ہے، انسان چاہتا ہے کہ بس کون سا وقت ہو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دوں، زمین سمٹ جائے کہ آنکھوں سے مدینہ دیکھ سکوں، سفر سمٹ جائے کہ مدینہ کی ہواؤں میں پہنچ جاؤں۔ الغرض ایک سچے مسلمان کی یہی نشانی ہوتی ہے جب اس کے سامنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے تو اس کے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دریا موجزن ہوجاتا ہے۔

عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب:۔

عاشق رسول کا مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے والا، نبی کی اداؤں پر مرمٹنے والا، نبی کی سنتوں کو اپنانے والا، نبی کی اطاعت وفرماں برداری میں دل وجان نچھاور کرنے والا، نبی کے قول وعمل کی خلاف ورزی سے بچنے والا اور پوری زندگی سنت کے مطابق گذارنے والا ہو۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی روشنی میں:۔

ا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تا کہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ آل عمران 31)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے محبت الٰہی کا حصول رسول کریمؐ کی اطاعت سے مشروط فرمایا ہے۔ یعنی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سمجھایا جارہا ہے اگر تم نے اللہ کی محبت کو پانا ہے تو تمہیں پہلے محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانا ہوگی۔

۲۔ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مؤمنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (سورۃ الاحزاب، ٦)

نبی صل اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین کے ساتھ تو ان کے نفس اور ذات سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ کیونکہ انسان کا نفس تو کبھی اس کو نفع پہنچاتا ہے کبھی نقصان، کیونکہ اگر نفس اچھا ہے، اچھے کاموں کی طرف چلتا ہے تو نفع ہے اور برے کاموں کی طرف چلنے لگے تو خود اپنا نفس ہی اپنے لیے مصیبت بن جاتا ہے، بخلاف رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کی تعلیم نفع ہی نفع اور خیر ہی خیر ہے۔ اور اپنا نفس اگر اچھا بھی ہو اور نیکی ہی کی طرف چلتا ہو پھر بھی اس کا نفع رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفع کے برابر نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اپنے نفس کو تو خیر وشر اور مصلحت و مضرت میں مغالطہ بھی ہوسکتا ہے، اور اس کو مصالح ومضار کا پورا علم بھی نہیں، بخلاف رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کی تعلیمات میں کسی مغالطہ کا خطرہ نہیں۔ اور جب نفع رسانی میں رسول اللہ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جان اور ہمارے نفس سے بھی زیادہ ہیں تو ان کا حق ہم پر ہماری جان سے زیادہ ہے۔ اور وہ حق یہی ہے کہ آپ کی ہر کام میں اطاعت کریں اور آپ تعظیم وتکریم تمام مخلوقات سے زیادہ کریں۔ (معارف القرآن)

۳۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ

کہہ دو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اللہ کافروں کو دوست

نہیں رکھتا۔(سورۃ آل عمران 32)

اس آیت مبارکہ میں اللہ پاک حکم رشاد فرما رہے ہیں کہ اگر تم میری محبت کا حصول چاہتے ہو تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر میری محبت کو پانا ناممکن ہے۔

۴۔مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔(سورۃ نساء آیت نمبر 80)

۵۔قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ

''(اے رسول) کہہ دیجئے اگر اپنے باپ دادا اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان اور مال جو لوگ تم جمع کرتے ہو اور تجارت جس کے خراب ہونے کا تمہیں ڈر ہے اور گھر جو تمہیں پسند ہیں (اگر یہ سب کچھ) تم لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ؐ سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ (دنیا اور آخرت میں تمہاری ذلت وتباہی کے لئے) اللہ کا حکم آجائے اور (اگر ایسا ہی کرتے رہو گے تو یاد رکھو) اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا''

(سورۃ التوبہ ۲۴)

اس آیت مبارکہ میں اللہ واضع حکم ارشاد فرما رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اپنے ہر قریبی اور محبوب رشتہ سے زیادہ رکھو۔اگر تم اپنے قریبی محبوب رشتہ کی محبت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے بڑھایا تو پھر اللہ کے حکم کا انتطار کرنا۔اگر کامیابی چاہتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت کرو ورنہ ایمان کامل نہ ہوگا۔

اسی طرح ایک حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضع بتلادیا جب تک تم اپنی جان سے زیادہ مجھ سے محبت کرو ورنہ ایمان کامل نہ ہوگا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کی روشنی میں؛۔

ا۔سیدنا ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے،تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والداوراس کی اولاد سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''(صحیح بخاری)

۲ سیدنا انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:''کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے اہل وعیال،اس کے مال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔''(صحیح مسلم)

۳۔حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کا کہنا ہے کہ ہم ایک دن حضور پاکؐ کے ساتھ تھے اور آپؐ نے حضرت عمر فاروقؓ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا تو حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں تو رسول کریمؐ نے فرمایا کہ''نہیں اُس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب تک کہ میں تمھیں تمہاری جان سے زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں تو تم مومن نہیں ہوسکتے''۔حضرت عمرؓ نے کہا آپؐ اب مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو رسول کریمؐ نے فرمایا''اب تمہارا ایمان کامل ہوا''۔(بخاری شریف،کتاب الایمان)

۴۔نبیا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:جس شخص میں تین باتیں ہونگی وہ ایمان کی حلاوت پالے گا۔

ا۔اللہ رب العزت ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں۔۲۔اگر کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے کرے۔۳۔کفر وشرک اختیار کرنے سے اس طرح بیزار ہو جس قدر آگ میں دالے جانے سے بیزار رہو۔(متفق علیہ)

صاحب انوارلباری نے لکھا ہے کہ حلاوت ایمان سے مراد یہ ہے کہ طاعات میں لذت محسوس

ہواور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بڑی سے بڑی تکلیف بھی برداشت ہوں۔حلاوت ایمان کے بارے میں محدث علامہ عارف بن ابی جمرہؒ فرماتے ہیں کہ؛

''فقہاء کی رائے میں حلاوت ایمان سے مراد یہ ہے کہ وہ ایمان میں پختہ اوراحکام میں مطیع ہو۔جبکہ سادات صوفیہ نے اسکومحسوس چیز قرار دیا ہے میرے نزدیک یہی رائے حق وصواب ہے۔''(بھجۃ النفوس: ج۱ص ۲۵)

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ فرمایا کرتے تھے کہ؛۔

''ہمیں اللہ تعالیٰ کے ذکروعبادت میں وہ لذت حاصل ہے کہ اگرشاہان دنیا ہوعلم ہوجائے تو ہم پرلشکرکشی کرکےاس کو چھیننے کی کوشش کریں۔''

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ؛۔

''اہل ہوس کو اپنی عیاشیوں میں وہ لذت نہیں ملتی جو اہل اللہ کو رات کی عبادت میں ملتی ہے۔''(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

۵۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ وہ بولا کہ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی محبت۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھے گا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اسلام لانے کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا اس حدیث کے سننے سے خوش ہوئے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو اللہ سے اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوں گا، گو میں نے ان جیسے اعمال نہیں کئے۔(مسلم شریف)

صحابہ اکرامؓ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رُوئے زمین پر صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی جماعت ہی وہ خوش نصیب جماعت ہے جنہوں نے حالت ایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی۔ درحقیقت یہی وہ عشاق کی جماعت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے منتخب فرمایا تھا کہ وہ محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کو اپنائیں اور اپنے دل ودماغ میں محفوظ کر کے اپنے بعد والوں تک پہنچائیں۔ اس باب میں شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانوں کے چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں۔

☆۔۔۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔ بيننا النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يصلي في حجر الكعبة اذا اقبل عتبة بن ابی معيط فوجع ثوبه فی عنقه فخنقه شديدا فاقبل ابو بكر حتى اخذ بمنكبه ودفعه عن النبي وقال اتقتلون رجلا ان يقول ربي الله

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کعبہ کے مقام حجر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ عتبہ بن ابی معیط نے آگے بڑھ کر آہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلے مبارک میں کپڑا ڈال کر زور سے دبایا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اسے کندھوں سے پکڑ کر ہٹایا اور فرمایا:

''ایسے شخص کے قتل کرنے کے درپے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔''

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو کفار نے نبی علیہ السلام کو چھوڑ کر حضرت ابوبکر رضی

اللہ کو پکڑ لیا اور اس قدر مارا کہ بعض لوگوں نے سمجھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کے رشتہ دا آپ رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لائے تو پورا جسم زخمی ہو چکا تھا، جب کافی دیر بعد بیہوشی سے افاقہ ہوا تو آنکھیں کھولتے ہی آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ نبی علیہا السلام کس حال میں ہیں؟ والدہ نے کہا، ہمیں علم نہیں۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے الاصابہ میں ام الخیر کے ترجمے میں لکھا ہے کہ:۔

انہ سأل عن رسول الله ﷺ بعد ان افاق من غشية فقالت لها مه لا ندری فقال سلی ام جميل بنت الخطاب فذهبت اليها فسألتها

بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہوشی سے افاقہ کے بعد نبی علیہ السلام کی خیریت پوچھی تو ان کی والدہ نے کہا، ہمیں معلوم نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ام جمیل بنت الخطاب سے پوچھنا۔ وہ اس کی طرف گئیں اور جا کر پوچھا۔

عشق ومحبت کی اتنی اعلیٰ مثال ہے کہ اپنی تکلیف کو یکسر بھول کر جب تک نبی علیہا السلام کی خیریت معلوم نہیں کی اس وقت تک چین نہیں آیا۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے گھر میں رو رو کر دعا مانگ رہے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو اہل خانہ نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی؟ فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال ہے جو میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں مگر دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے، لینے والے کا نیچے ہوتا ہے۔ میں اپنے آقا ﷺ کی اتنی بے ادبی نہیں کرتا چاہتا۔ اس لئے رب کائنات سے رو رو کر دعا مانگ رہا تھا کہ اے اللہ! میرے محبوب ﷺ کے دل میں یہ بات ڈال دے کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنا مال سمجھ کر خرچ کریں۔ چنانچہ اللہ پاک نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرما لیا۔ حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ''نبی علیہ السلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال کو اپنے مال کی طرح خرچ کرتے تھے۔''

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان من امن الناس علی في صحبته و ماله ابو بکر

''بیشک لوگوں میں سب سے بڑا محسن خدمت اور مال کے اعتبار سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

۳۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں تھے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کی امامت کروا رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً پیچھے ہٹ گئے۔نماز سے فراغت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ابوبکر! میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تمہیں اپنی جگہ کھڑے رہنے سے کون سی چیز مانع تھی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔''

۴۔حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات سے پہلے وصیت کی تھی کہ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو روضہ اقدس کے دروازے پر لے جا کر رکھا جائے اگر درواز کھل جائے تو ہیں تدفین کر دی جائے ورنہ جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ دروازہ پر رکھا گیا تو ''**انشق القفل وانفتح الباب**''

تالہ کھل گیا اور دروازہ بھی کھل گیا اور ایک آواز صحابہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنی کہا

''**ادخلو الحبیب الی الحبیب**''

ایک دوست کو دوسرے دوست کی طرف لے آؤ۔(شواہد النبوۃ)

☆۔۔۔۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔نبی علیہ السلام کے سامنے ایک مرتبہ ایک یہودی اور منافق کا مقدمہ پیش ہوا۔یہودی چونکہ حق پر تھا لہذا نبی علیہ السلام نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا۔منافق نے سوچا کہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ یہودیوں پر سخت گیر ہیں ذرا ان سے بھی فیصلہ کروالیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام پہلے فیصلہ فرما چکے ہیں اور یہ منافق اپنے حق میں فیصلہ کروانے کی نیت سے میرے پاس آیا ہے، آپ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے اپنے گھر سے ایک تلوار لائے اور منافق کی گردن اڑادی پھر کہا، جو نبی علیہ السلام کے فیصلے کو نہیں مانتا عمر رضی اللہ عنہ اس کا فیصلہ اسی طرح کرتا ہے۔ (تاریخ الخلفاص ۸۸)

۲۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شفا بنت عبداللہ العدویہ رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا وہ آئیں تو دیکھا کہ عاتکہ بنت اسید رضی اللہ عنہا پہلے سے موجود تھیں۔ کچھ دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں کو ایک ایک چادر دی لیکن شفاء رضی اللہ عنہا کی چادر کم تھی۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کی چچازاد بہن ہوں، پہلے اسلام لانے والی ہوں، آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے خاص اسی مقصد کیلئے بلایا ہے، عاتکہ رضی اللہ عنہا تو یونہی آگئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واقعی یہ چادر میں نے تمہیں دینے کیلئے رکھی تھی لیکن جب عاتکہ رضی اللہ عنہا آگئیں تو مجھے نبی علیہ السلام کی رشتہ داری کا لحاظ کرنا پڑا۔ (اصابہ، تذکرہ عاتکہ بنت اسید)

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تین ہزار مقرر کیا۔ ابن عمر رضی اللہ نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح کیوں دی؟ وہ کسی جنگ میں مجھ سے آگے نہیں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ تمہاری نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ کا باپ تمہارے باپ کی نسبت نبی علیہ السلام کو زیادہ پیارا تھا۔ پس میں نے نبی علیہ السلام کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی۔ (ترمذی، کتاب المناقب زید بن حارثہ)

☆۔۔۔۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نمائندہ بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا گیا تو

قریش مکہ نے مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ جب صحابہ کرامؓ کو پتہ چلا تو وہ بہت غمگین ہوئے۔ بعض نے کہا کہ عثمان بڑا خوش قسمت ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کر کے آئیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ میرے بغیر طواف نہیں کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس آئے تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ کیا آپ رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کا طواف بھی کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم قریش مجھے طواف کرنے کیلئے اصرار کرتے رہے اگر میں وہاں ایک سال بھی مقیم رہتا تو بھی نبی علیہ السلام کے بغیر طواف نہ کرتا۔

۲۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کو اپنے گھر کھانے کے لئے مدعو کیا۔ جب نبی علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سارا راستہ نبی علیہ السلام کے قدم مبارک کی طرف دیکھتے رہے۔ صحابہ کرامؓ نے جب یہ بات نبی علیہ السلام کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ عرض کیا اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج میرے گھر میں اتنی مقدس ہستی آئی ہے کہ میری خوشی کیا انتہا نہیں۔ میں نے نیت کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جتنے قدم اپنے گھر سے چل کر یہاں آئیں گے میں اتنے غلام اللہ کے راستے میں آزاد کروں گا۔ (جامع المعجزات)

☆۔۔۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ کو اپنے لڑکپن سے ہی سرور دو عالم کے ساتھ گہرا تعلق تھا اسلئے آفتاب رسالت کی کرنیں جیسے ہی طلوع ہوئیں انہوں نے بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت حاصل کی۔

جب نبی علیہ السلام نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی امانتیں موجود تھی اس صادق اور امین ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور حکم دیا کہ علی رضی اللہ عنہ! تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور صبح کے وقت امانتیں لوگوں کے سپرد کر دینا

۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دلیری،شجاعت و بہادری پر قربان جائیں کہ وہ بلاخوف وخطر چار پائی پر لیٹ گئے اور نبی علیہ السلام کے حکم پر جان کی بازی لگا دینے پر آمادہ ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ نے نبی علیہ السلام کو آخری غسل دیتے ہوئے جو تاریخی الفاظ کہے وہ پوری امت کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں،فرماتے ہیں کہ؛۔

''میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی موت سے نہ گئی تھی یعنی وحی آسمانی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی عظیم صدمہ ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنسو بہاتے تاہم زخم کا علاج پھر بھی نہ ہوتا''۔

☆۔۔۔حضرت انس بن نضر رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں لڑتے لڑتے بہت آگے نکل گئے جب اِدھر اُدھر نظر دوڑا کر دیکھا تو مسلمانوں کو پریشانی کے عالم میں پایا۔پوچھا،کیا ہوا؟ جواب ملا کہ جن کے لئے لڑتے تھے وہ ہی نہ رہے تو اب کیا کریں،ہم نے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام شہید ہو گئے۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ یہ سن کر تڑپ اٹھے اور فرمایا کہ لوگو ہم نبی علیہ السلام کے بعد زندہ رہ کر کیا کرینگے چنانچہ آگے بڑھے اور لڑ کر شہادت پائی۔جب ان کی میت دیکھی گئی تو تلوار اور نیزے کے ۸۰ زخم تھے۔کوئی شخص نہ پہچان سکا ان کی بہن نے انگلیوں سے ان کی شناخت کی۔(بخاری غزوہ احد 578)

☆۔۔۔حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اہل یمامہ کے سردار حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے ایمان لا کر کہا

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ آج سے پہلے روئے زمین پر کوئی چہرہ مجھے آپ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا مگر آج وہی چہرہ مجھے روئے زمین کے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔''(بخاری شریف:باب وفد بنی حنیفہ)

☆۔۔۔حضرت زید بن وثنہ رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فتح مکہ سے پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ دشمنان اسلام کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔) نے ان سے پوچھا کہ اے زید رضی اللہ عنہ میں تمہیں اللہ تعالی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں سچ سچ بتا کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم اپنے بیوی بچوں کے پاس ہوتے اور تمہاری جگہ تمہارے پیغمبر اسلام ہوتے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تڑپ کر کہا، ''اللہ تعالی کی قسم! مجھے تو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میں اپنے اہل میں رہوں اور میرے آقا و سردار کو کانٹا چبھے''۔ یہ سن کر ابوسفیان نے کہا کہ میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ کسی سے اتنی محبت کی جاتی ہو جتنا کہ مسلمان اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہیں۔ (سیرت ابن ہشام)

☆۔۔۔حضرت بلال رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی علیہ السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ شام کی طرف ہجرت فرما گئے۔ ایک سال کے بعد خواب میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوئی فرمایا، اے بلال! تم نے ہم سے ملنا چھوڑ دیا اتنی دور ٹھکانہ بنالیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنا جوش مارا کہ رات کے وقت اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب مدینہ میں پہنچے تو صحابہ کرام ؓ نے اذان دینے کی فرمائش کی۔ ابتدا میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے انکار کیا لیکن جب خاندان نبوت کے شہزادوں حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ نے درخواست کی تو بات مان لی۔ جونہی اذان دینی شروع کی تو صحابہ اکرام ؓ دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذان سن کر تڑپ اٹھے اور یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زاروقطار رونا شروع کر دیا۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ اشھد ان محمد الرسول اللہ پر پہنچ تو مدینے کی عورتیں بھی روتی ہوئی گھروں سے نکل آئیں، بچے اپنی ماؤں سے پوچھنے لگے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تو واپس آ گئے بتاؤ رسولا اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب واپس آئیں گے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب اذان دیتے تو نبی علیہ السلام کی زیارت بھی کر لیتے تھے اس مرتبہ جب نبی علیہ السلام کے چہرہ

انور کو سامنے نہ پایا تو غم میں بے ہوش ہو کر گر گئے کافی دیر کے بعد ہوش آیا تو روتے ہوئے ملک شام واپس آ گئے۔ (مدارج النبوص 236)

☆۔۔۔حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کبھی کبھی مسجد نبوی میں اذان دیتے تھے۔ جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سنی تو اس قدر غمزدہ ہوئے کہ اپنے نابینا ہونے کی دعا مانگی جو قبول ہو گئی۔

لوگوں نے پوچھا، حضرت ایسا کیوں کیا؟ فرمایا

''میری آنکھوں کی بینائی اس لئے تھی کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کروں، جب محبوب نے پردہ کر لیا تو بینائی کی کیا ضرورت ہے۔'' (شواہد النبوۃ ص 179)

☆۔۔۔حضرت خبیب رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ایک عرصہ تک مشرکین کی قید میں رہے بالآخر مشرکین مکہ نے انہیں سولی پر چڑھانے کا فیصلہ کیا۔ حجر کی باندی جو بعد میں مسلمان ہوئی کہتی ہے کہ ہم نے خبیب رضی اللہ عنہ کو انگور کا بڑا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا حالانکہ مکہ میں اس وقت انگور کا موسم ہی نہیں تھا۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حرم سے باہر لایا گیا تو پوچھا گیا کہ تمہاری آخری خواہش۔ فرمایا اتنی مہلت دے دو کہ دو رکعت نماز پڑھ سکوں چنانچہ انہوں نے بڑے سکون سے دو رکعت پڑھیں اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ یہ سمجھو گے کہ میں موت کے ڈر سے دیر کر رہا ہوں تو دو رکعت اور پڑھتا۔ اس کے بعد انہیں تختہ دار کی طرف لے جایا گیا۔ جب حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار پر کھڑا کیا گیا تو مشرکین مکہ نے ان کا مذاق اڑایا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے بددعا کر دی۔ چنانچہ وہ تمام لوگ ایک سال کے اندر مر گئے۔ تختہ دار کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا، اے اللہ! ہم نے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا۔ یہاں کوئی بھی نہیں جو میرا پیغام ان تک پہنچا دے، تو قادر

مطلق ہے ایک غلام کا عاجزانہ سلام ان تک پہنچا دے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ آثار وحی ظاہر ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، اس کے بعد نبی علیہ السلام کی مبارک آنکھوں میں آنسو بھر آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے خبیب رضی اللہ عنہ کا سلام مجھ تک پہنچا دیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۳۸)

☆۔۔۔حضرت زاہر رضی اللہ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت زاہر رضی اللہ عنہ ایک دیہاتی صحابی تھے۔اپنی سبزیاں شہر میں لاکر بیچتے تھے۔ نبی علیہ السلام فرماتے کہ یہ ہمارے دیہاتی دوست ہیں۔ایک دن حضرت زاہر رضی اللہ عنہ بازار میں کھڑے سبزی بیچ رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے آکر ان کو پکڑ لیا اور فرمایا کوئی ہے جو ایسے غلام کو خریدے؟ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ کو جب یہ علم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے ہیں تو کہا، اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ جیسے کم قیمت کو کون خریدے گا؟ یہ کہہ کر اپنی کمر نبی علیہ السلام کے سینہ مبارک سے چپکا دی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا، آپ اللہ کے نزدیک بہت بیش قیمت ہیں۔ (شمائل ترمذی)

☆☆☆☆

صحابیات ؓ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابیات ؓ نے بھی بہت اعلیٰ اور نمایاں مقام حاصل کیا۔ صحابہ اکرام ؓ کی طرح صحابیات ؓ کے سینے بھی عشق نوبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمور تھے اوران کے پاکیزہ دل عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصول پر معمور تھے۔ اس باب میں صحابیات ؓ کی عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبیں چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں۔

☆۔۔۔انصاریہ صحابیہ رضی اللہ عنہا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنگ احد میں یہ افواہ چاروں طرف پھیل گئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں شدت غم سے مدینہ عورتیں روتی ہوئی گھروں سے باہر نکل آئیں۔ ایک انصاریہ صحابیہ ؓ کہنے لگیں کہ میں اس بات کو اس وقت تک تسلیم نہیں کروں گی جب تک کہ خود اس کی تصدیق نہ کرلوں۔ چنانچہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر احد کی طرف نکل پڑیں جب میدان جنگ کے قریب پہنچیں تو ایک صحابی ؓ سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ ان سے پوچھنے لگیں مابال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے؟) انہوں کہا معلوم نہیں لیکن تمہارے بھائی کی لاش فلاں جگہ بڑی ہے۔ وہ اس خبر کو سن کر ذرا بھی نہ گھبرائیں اور آگے بڑھ کر دوسرے صحابی ؓ سے پوچھا مابال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ انہوں نے جواب دیا معلوم نہیں مگر تمہارے والد کی لاش فلاں جگہ میں نے دیکھی ہے۔ یہ خبر سن کر بھی پریشان نہ ہوئیں بلکہ آگے بڑھ کر تیسرے صحابی ؓ سے پوچھا مابال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے تمہارے خاوند کی لاش فلاں جگہ دیکھی ہے۔ یہ خبر سن کر وہ پریشان نہ ہوئیں۔ پھر پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت کے بارے میں بتاؤ۔ کسی نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فلاں جگہ بخیر و عافیت دیکھا ہے۔ یہ سن کر وہ تیزی سے اس طرف روانہ ہوئیں

جب نبی ﷺ کو بخیریت دیکھا تو آپ ﷺ کے قریب پہنچ کر چادر کا ایک کونہ پکڑ کر کہا **کل مصیبة بعد محمد جلل** ہر مصیبت نبی ﷺ کے بعد آسان ہے۔اس سے پتا چلتا ہے کہ صحابیات کے قلوب میں جو محبت نبی میل کیلئے تھی وہ باپ بھائی اور شوہر کی محبت سے بھی زیادہ تھی۔یہی ایمان کامل کی نشانی بتائی گئی ہے۔(سیرت ابن ہشام)

☆۔۔۔حضرت فاطمہ بن قیس رضی اللہ عنہا اور عشق رسول ﷺ

حضرت فاطمہ بن قیس ایک حسین وجمیل صحابیہ تھیں ان کیلئے حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ جیسے صحابی کا رشتہ آیا۔جب انہوں نے نبی علیہ السلام سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، اسامہ ؓ سے نکاح کرلو۔حضرت فاطمہ نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنادیا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ ! میرا معاملہ آپ کے اختیار میں ہے جس سے چاہیں نکاح کردیں۔یعنی میرے لئے یہی خوشی کافی ہے کہ آپ ﷺ کے ہاتھوں سے میرا نکاح ہو۔(نسائی کتاب النکاح)

☆۔۔۔صحابیہ رضی اللہ عنہا اور عشق رسول ﷺ

سیدہ عائشہ ؓ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مجھے نبی علیہ السلام کی قبر مبارک کی زیارت کرادو۔سیدہ عائشہ ؓ نے حجرہ مبارک کھولا۔وہ صحابیہ ؓ عشق نبوی ﷺ میں اس قدر مغلوب تھیں کہ زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے روتے انتقال فرما گئی۔(شفاء شریف)

☆۔۔۔صحابیات رضی اللہ عنہما اور عشق رسول ﷺ

ایک مرتبہ نبی ﷺ مسجد سے باہر نکلے، راستے میں مرد اور عورتیں فراغت پر گھر واپس جارہے تھے۔نبی م ﷺ نے عورتوں کو مخاطب ہوکر کہا تم پیچھے اور ایک طرف ہو، وسط راہ سے نہ گزرو۔اس کے بعد یہ حال ہوگیا کہ عورتیں اس قدر گلی کے کنارے پر چلتیں کہ ان کے کپڑے دیواروں سے الجھ جاتے۔(ابوداؤد۔کتاب الادب)

☆۔۔۔۔صحابیہ رضی اللہ عنہا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک صحابی حضرت ربیعہ اسلمیؓ نہایت غریب نوجوان تھے۔ایک مرتبہ تذکرہ چھڑا کہ انہیں کوئی اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کو تیار نہیں ہے۔نبی علیہ السلام نے انصار کے ایک قبیلے کی نشاندہی کی کہ ان کے پاس جا کر رشتہ مانگو، وہ گئے اور بتایا کہ میں نبی علیہ السلام کے مشورے سے حاضر ہوا ہوں تا کہ میرا نکاح آپ کی بیٹی سے کر دیا جائے۔باپ نے کہا، بہت اچھا ہم بیٹی سے معلوم کرلیں۔جب پوچھا گیا تو صحابیہؓ کہنے لگی،ابوجان! یہ مت دیکھو کہ کون آیا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ بھیجنے والا کون ہے چنانچہ فورا نکاح کر دیا گیا۔ایک اور صحابی حضرت سعدؓ کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا(مسند احمد بن حنبل)

☆☆☆☆

صحابی بچےؓ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقبولیت اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح مرد وخواتین میں یکساں تھی۔ اسی طرح بچوں میں بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پناہ تھا۔ چھوٹے بچے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانے تھے اور قربانی دینے میں بڑوں سے پیچھے نہ تھے۔

☆۔۔۔۔حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ عنہم اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، بدر کے میدان میں کھڑے تھے کہ دائیں اور بائیں انصار کے دو بچے تھے۔ انہیں خیال ہوا کہ اگر میں قوی اور مضبوط لوگوں کے درمیان میں ہوتا تو ضرورت کے وقت ہم ایک دوسرے کی مدد کر سکتے تھے۔ اتنے میں ایک بچہ ان کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا چچا جان آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہا، ہاں مگر تمہارا کیا مقصد ہے؟ وہ کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخیاں کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں تو اس وقت تک میں جدا نہ ہوں یہاں تک کہ وہ مر جائے یا میں مر جاؤں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بڑے حیران ہوئے اتنے میں دوسرے بچے نے بھی آ کر یہی سوال دہرایا ۔ اتنے میں ابوجہل حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو نظر آیا تو انہوں نے بچوں کو نشاندہی کی اور فرمایا کہ تمہارا مطلوب وہ سامنے ہے۔ دونوں بچے تیزی سے دوڑتے ہوئے گئے ایک نے گھوڑے کی ٹانگ پر وار کیا جس سے گھوڑا گر گیا اور ابوجہل زمین پر گر پڑا۔ دوسرے نے ابوجہل پر کاری ضرب لگائی۔ بچے اتنے چھوٹے تھے کہ تلوار کے بڑا ہونے کی وجہ سے تلوار زمین پر گھسٹتی جا رہی تھی۔

چنانچہ ایک صحابیؓ نے آگے بڑھ کر ابوجہل کو قتل کر دیا اس واقعہ سے بچوں کی غیرت ایمان اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا واضح ثبوت ملتا ہے۔(بخاری)

☆۔۔۔تین بچے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تین بچے نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش پیش رہتے اور تینوں کا نام عبداللہ تھا نبی علیہ السلام ان کی محبت اور مشقت کو دیکھتے تو ان کے لئے تہجد کی نماز کے بعد نام لے کر دعائیں فرماتے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تینوں بڑے ہو کر اپنے اپنے فن کے امام بنے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام الفقہاء بنے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ امام المفسرین بنے، اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام المحد ثین بنے۔

☆۔۔۔حضرت زید بن حارثؓ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت زید بن حارثؓ زمانہ جاہلیت میں اپنی والدہ کے ساتھ ننھیال جا رہے تھے۔ بنو قیس نے وہ قافلہ لوٹا جس میں حضرت زیدؓ بھی تھے اور ان کو مکہ میں لا کر بیچ دیا۔ حکم بن حزام نے اپنی پھوپھی سیدہ خدیجہؓ کیلئے خرید لیا۔ جب سیدہ خدیجہؓ کا نکاح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا تو انہوں نے زیدؓ کو نبی علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضرت زیدؓ کے والد کو ان کی جدائی پر بڑا صدمہ تھا۔ اولاد کی محبت فطری چیز ہوتی ہے چنانچہ وہ حضرت زیدؓ کے فراق میں روتے اور اشعار پڑھتے اور ان کی تلاش میں گھومتے پھرتے۔ اتفاق سے ان کی قوم کے چند لوگوں کا حج پر جانا ہوا تو انہوں نے حضرت زیدؓ کو پہچان لیا۔ والد کی داستان سنائی اور وہ شعر سنائے جو ان کے والد حضرت زیدؓ کی جدائی میں پڑھتے تھے۔ حضرت زیدؓ نے اس کے جواب میں تین شعر لکھ کر بھیجے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں مکہ میں ہوں۔ ان لوگوں نے جا کر حضرت زیدؓ کی باتیں ان کے والد کو سنائیں اور اشعار بھی سنائے پتہ بھی بتایا ان کے والد اور چچا فدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکہ پہنچے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، اے ہاشم کی اولاد اور اپنی قوم کے سردار! آپ لوگ حرم کے رہنے والے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کے گھر کے پڑوسی ہیں آپ قیدیوں کو رہا کرتے ہیں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ہم اپنے بیٹے کی طلب میں آپ کے پاس آئے ہیں۔آپ ﷺ فدیہ لے کر اس کو رہا کردیں آپ ﷺ کا ہم پر احسان ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بس اتنی سی بات ہے کہنے لگے جی بس یہی عرض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو بلالو اور پوچھ لو اور اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو بغیر فدیہ کے تمہاری نذر ہے اور اگر وہ نہ جانا چاہے تو میں ایسے شخص پر جبر نہیں کرنا چاہتا جو خود نہ جانا چاہے۔انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے استحقاق سے زیادہ ہم پر کرم کیا یہ بات بخوشی منظور ہے۔حضرت زیدؓ بلائے گئے۔نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا حال بھی تمہیں معلوم ہے اب تمہارا اختیار ہے کہ اگر میرے پاس رہنا چاہو تو رہو اور اگر ان کے ساتھ جانا چاہو تو اجازت ہے۔حضرت زیدؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کے مقابلے میں بھلا کسی کو پسند کرسکتا ہوں۔آپ ﷺ میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔والد اور چچا نے حضرت زیدؓ کو سمجھایا کہ اے زیدؓ تم آزادی پر غلامی کو ترجیح دے رہے ہو لیکن حضرت زیدؓ نے جانے سے انکار کر دیا۔نبی علیہ السلام نے جب یہ جواب سنا تو انکو اپنی گود میں لے لیا اور فرمایا کہ میں نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔حضرت زیدؓ کے والد اور چچا یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور واپس چلے گئے۔(تاریخ شمس)

☆۔۔۔حضرت عقبہ بن عامرؓ اور عشق رسول ﷺ

حضرت عقبہ بن عامرؓ آپ ﷺ کے مستقل خدمت گزار تھے جب بھی کوئی سفر درپیش ہوتا تو وہ نبی علیہ السلام کی اونٹنی کو ہانکتے ہوئے چلتے تھے۔(ابوداؤد کتاب الصلوۃ)

☆۔۔۔حضرت ربیعہ اسلمیؓ اور عشق رسول ﷺ

حضرت ربیعہ اسلمیؓ شب و روز نبی علیہ السلام کی خدمت میں مشغول رہتے۔جب آپ ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے تو ربیعہؓ دروازے پر بیٹھ جاتے کہ مبادا آپ ﷺ کو کوئی ضرورت پیش آئے تو خدمت کیلئے حاضر ہوں جب ربیعہؓ جوان ہو گئے تو

نبی علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ شادی کرلیں۔ انہوں نے عرض کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اتنا وقت نہیں دے سکوں گا۔ کچھ عرصہ اپنی شادی کو ٹالتے رہے جب کہ نبی علیہ السلام پیار سے مشورہ دیتے رہے۔ بالآخر نبی علیہ السلام کی مرضی اور منشا کو دیکھتے ہوئے شادی کرلی۔
(مسند احمد بن حنبل 4/58)

☆☆☆☆

اکابرین علمائے دیوبندؒ اور عشق رسول ﷺ

اکابرین علمائے دیوبند سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ اگر اکابرین علماء دیوبند کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو روز روشن کی طرح یہ بات واضع ہوجاتی ہے کہ یہ حضرات علم نبوت ﷺ کے حقیقی وارث اور قرآن وسنت کے سچے عاشق تھے۔ اکابرین علماء دیوبند نے زبانی کلامی مدح رسول ﷺ پر اتفا کرنے کے بجائے آپ ﷺ کی مبارک سنتوں کو زندہ کر کے عشق رسول ﷺ کا عملی ثبوت دیا۔ اکابرین علماء دیوبند کی زندگیوں میں توحید الٰہی اور ادب نبوی ﷺ کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ اکابرین علماء دیوبند کی زندگیوں میں روح بلالی اور تلقین غزالی آپ کو جا بجا نظر آئے گی۔ اکابرین علماء دیوبند کی توحید و رسالت ﷺ کی تعلیمات اگر ایک فقرے میں بیان کی جائیں تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ

''اللہ اللہ ہے جتنا بھی نزول کرے اور بندہ بندہ ہے چاہے جتنا بھی عروج کرے۔''

جو بھی شخص حسد، ضد، عناد سے بالاتر ہوکر اکابرین علماء دیوبند کی علمی و عملی کاوشوں کا جائزہ لے گا وہ ان حضرات کو خراج تحسین پیش کیے بنا نہیں رہ سکے گا۔

اکابرین علماء دیوبند کا عشق رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ کے چند نمونے یہاں ذکر کیے جاتے ہیں۔

☆۔۔۔حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور عشق رسول ﷺ

ا۔ حضرت امداللہ مہاجر مکیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ کوئی ایسا وظیفہ بتلا دیجئے کہ خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہوجائے۔ حضرت امداللہ مہاجر مکیؒ نے فرمایا:

''آپ کا بڑا حوصلہ ہے، ہم تو اس قابل بھی نہیں کہ روضہ مبارک کے گند شریف کی زیارت

ہوجائے۔''اللہ اکبر کبیرا !حضرت والاؒ پر کس قدر تواضع وشکستگی کا غلبہ تھا۔(عشق رسول ﷺ وعلماء حق ،ص ۱۱۱)

۲۔حضرت مولانا امداللہ مہاجر مکیؒ کوخواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولانا امداللہ مہاجر مکیؒ کا ہاتھ لیکرایک بزرگ کے ہاتھ میں دے دیا۔جب آپؒ بیدار ہوئے توسوچ میں پڑ گئے کہ کن بزرگ کے حوالے کیا گیا ہوں۔کئی سالوں تک پریشان رہیں لیکن ان کواب والے بزرگوں کا علم نہ ہوا۔آخراپنے استادمحترم حضرت مولانا محمد قلندرمحدث جلال آبادیؒ کے حکم پرحضرت میاں جی نور محمد جھنجھانویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔جب حضرت میاں جیؒ پرنظر پڑی توفوراً پہچان گئے یہ وہی بزرگ ہیں جن کے حوالے مجھے کیا گیا تھا۔حضرت میاں جیؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوکرحضرت میاں جیؒ کی طرف سے اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔(ملخصا کرامات امدادیہ ص ۲۰)

☆۔۔۔۔حضرت مولا محمد قاسم نانوتویؒ اورعشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جب سفرحج پرتشریف لے گئےتومدینہ منورہ میں جوتا پہننا گوارا نہ کیا۔آپؒ کے رفیق سفرحکیم منصورعلی خانؒ مولانا قاسم نانوتویؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''جب ہماراقافلہ مدینہ منورہ کےقریب پہنچاجہاں سے روضہ پاک نظرآتا تھاتوحضرت نانوتویؒ نے اپنی نعلین اتارکربغل میں دبالیں اورننگے پاؤں چلنا شروع کردیا۔حضرت اسی طرح ننگے پاؤں چل کرتاریک رات میں حرم نبوی ﷺ پہنچے۔''

حضرت مولاناحسین احمد مدنیؒ اس سفرکےمتعلق لکھتے ہیں کہ

''حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ اونٹ پرسوار نہ ہوئے حالانکہ سواری کے لیے اونٹ موجود تھا۔پاؤں میں کانٹے لگنے کی وجہ سے زخم ہوگئے۔پتھروں سے پاؤں ٹکرانے کی وجہ سے پاؤں سے خون نکل آیا۔یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ جس زمین پرمحبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوں اس زمین پرقاسم نانوتویؒ جوتوں سمیت کیسے چل سکتا ہے۔''(عشق رسول ص ۱۴۲)

۲۔حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ حرمین شریفین سے عقیدت کو بیان کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: دل میں یہ ٹھان کر قلم اٹھایا اور ٹھہرائی (طے کرلیا) کہ شروع تو خدا کے گھر سے کیجئے اور بن پڑے تو بوسہ گاہ عالم (سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اختتام کو پہنچا دیجئے تا کہ ابتداء اور انتہاء دونوں مبارک ہوں ورنہ جس قدر بن پڑے غنیمت ہے کیونکہ اس وسیلہ سے اس ظلوم وجہول کو امید صحت اور ظن قبول ہے۔(سوانح قائمی جلد ۳ ص: ۱۲)

۳۔جب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے تو خدام اور متوسلین کے بہت زیادہ اصرار پر آپ ایک مکان میں روپوش ہو گئے اور تین دن کے بعد پھر عام لوگوں کے ساتھ چلنے پھرنے لگے لوگوں نے دوبارہ اصرار کیا حضرت حالات درست نہیں آپ دوبارہ روپوش ہو جائیں لیکن آپؒ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تین دن سے زیادہ روپوش ہونا سنت سے ثابت نہیں اور ساتھ ہی ساتھ عشق حبیب اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کیے بغیر نہ رہ سکے۔ کہ جناب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کے وقت غار ثور میں تین دن ہی تو روپوش رہے تھے۔(سوانح قاسمی جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

۴۔حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ حج کو جاتے ہوئے نجلاسہ (ضلع انبالہ) کے ایک باکمال بزرگ راؤ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لئے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ: حضرت میرے لئے دعا فرمایئے اس پر راؤ عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''بھائی میں تمہارے لئے کیا دعا کروں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں دونوں جہاں کے بادشاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بخاری پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔'' (ارواح ثلاثہ: ص: ۱۹۳)

☆۔۔۔حضرت رشید احمد گنگوہیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مرتبہ حاضرین مجلس سے فرمانے لگے کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزیں زمزم کے ٹین اور وغیرہ یوں ہی پھینک دیتے ہیں یہ نہیں خیال کرتے کہ ان چیزوں کو مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔(تذکرۃ الرشید، جلد ۲، صفحہ: ۴۸)

۲۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ شریعت کے ساتھ آپکو اس درجہ الفت تھی کہ اس کی نظیر ملنی زمانہ میں دشوار ہے آپؒ کی عادت اور وضع کا ہر پہلو دیکھنے والوں کو شریعت کی عملی تعلیم دیتا تھا آپ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا ایک قدم بھی پیغمبر کے حکم کے خلاف حرکت کرے۔اپنے مالک حق تعالی شانہ کی رضا جوئی آپکی انتہاءمراد تھی اور سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع کامل پر آپ نے اس کا حصول موقوف بجھا رکھا تھا۔اسلئے آپؒ کے جملہ حرکات وسکنات اس مقدس سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔(تذکرۃ الرشید،جلد ۲،صفحہ:۸)

۳۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے پاس مدینہ منورہ کی باعظمت کھجور میں جب بھی آتیں تو نہایت عظمت وحفاظت سے رکھتے اور اوقات مبارکہ متعددہ میں خود بھی استعمال فرماتے اور اپنے پاس موجود حاضرین ومخلصین کو بھی نہایت تعظیم اور ادب سے اس طرح تقسیم فرماتے کہ گویا نعمت غیر مترقبہ اور اثمار جنت ہاتھ آ گئے ہوں۔مدینہ منورہ کی کھجوروں کی گٹھلیاں نہایت حفاظت سے رکھتے ،لوگوں کو پھینکنے نہ دیتے اور نہ خود پھینکتے تھے ان کو پسوا کر نوش فرماتے ، چھالیے کے مثل کترواکے لوگوں کو استعمال کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔(الشہاب الثاقب ص:۵۲)

۴۔ایک مرتبہ ایک صاحب نے آپؒ کو روضہ مبارک کی خاک ہدیہ پیش کی،آپؒ نے اسے سرمہ دانی میں ڈال دیا۔ہر روز نماز عشاء کے بعد اس سرمے کو لگانا آپؒ کا معمول تھا۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ص ۱۴۶)

۵۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ایک مرتبہ دارالعلوم دیوبند کے صحن میں بیٹھ کر حدیث کا درس دے رہے تھے کہ اچانک بارش برسنا شروع ہوگئی۔تمام طلبہ کتابیں لیکر اپنے کمروں کی طرف چلدیے جلد بازی میں کچھ طلباء اپنی جوتیاں وہیں چھوڑ گئے۔آپؒ نے اپنا رومال بچھایا اور تمام جوتیاں اس میں رکھیں اور ایک گٹھڑی بنا کر اپنے سر پر رکھیں اور طلباء کے کمروں کی جانب تشریف لے گئے۔جب طلباء نے یہ منظر دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں۔عرض کیا،حضرت! آپ نے یہ کیوں اٹھائیں ہم بعد میں اٹھالیتے۔حضرتؒ نے نہایت سادگی سے جواب دیا:

''جولوگ قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے ہوں رشید احمد ان کے جوتے نہ اٹھائے تو اور کیا کرے۔'' (عشق رسول ﷺ ص ۱۴۷)

۲۔حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے پنے وصیت نامے میں بہت تاکید سے لکھا ہے ''اپنی زوجہ، اپنی اولاد، اورسب دوستوں کو بتادو، وصیت کرتا ہوں کہ اتباع سنت کو جان کر سنت کے موافق عمل کریں تھوڑی مخالفت کو بھی سخت دشمن جانیں۔'' (عشق رسول ص: ۱۴۷)

☆۔۔۔شیخ الہند حضرت محمود الحسن دیوبندیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کا معمول تھا کہ وتر کی نماز کے بعد بیٹھ کر دو رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ایک شاگرد نے ایک دن عرض کی کہ حضرت بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب تو آدھا ہے۔؟ آپؒ نے فرمایا: ہاں بھئی! یہ تو مجھے بھی معلوم ہے لیکن یاد رکھو! اس موقع پر بیٹھ کر پڑھنا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اس لیے اس طرح پڑھتا ہوں۔ (اکابر علماء دیوبند اتباع سنت کی روشنی میں ص ۲۹)

۲۔حضرت شیخ الہندؒ مالٹا کی جیل میں قید تھے۔قید کے دوران ذی الحجہ کے مہینہ میں جیل کے محافظوں سے قربانی کرنے کی اجازت چاہی۔دل سے نکلی ہوئی بات اثر کر گئی اور اجازت مل گئی۔ایک دنبہ خریدا گیا۔دس ذی الحجہ کو آپؒ نے مالٹا کی جیل میں یعنی دارالکفر میں بآواز بلند تکبیر پڑھ کر اس دنبہ کو اللہ کے راستے پر قربان کیا۔اور یہ بتلادیا انسان عالی ہو تو زنداں میں بھی مستحبات ادا ہو سکتے ہیں۔ (حیات شیخ الہند ص ۱۱۸)

۳۔حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی قول وفعل خلاف شریعت ہونا تو درکنار مدتوں خدمت میں رہنے والے خادم بھی یہ نہیں بتلا سکتے تھے کہ کوئی ادنی سا فعل بھی آپ سے خلاف سنت سرزد ہوا ہو۔دن ہو یا رات صحت ہو یا مرض، سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، ہر حالت میں حضرت کو اتباع سنت کا خیال تھا خود بھی عمل کرتے تھے اپنے متبعین متوسلین کو بھی قولا وعملا اس کی ترغیب دیتے اور رفتہ رفتہ عمل بالسنہ آپ کے لئے ایک امر طبعی بن گیا تھا جس میں کسی تکلف

تحریک کی ضرورت ہی نہ تھی نہایت سہولت ومتانت سے سنن ومستحبات کو ملحوظ رکھتے تھے مگر یہ نہیں کہ ہر وقت ہر ہر فعل پر حاضرین کو آقا کون ومکان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک فرامین سے آگاہ کرتے تھے،آپؒ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت بے حد لگاؤ تھا اور یہ سراسر حضور کی محبت ہی کا اثر تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الفت ہی کا نتیجہ تھا کہ ہر حال میں آپ اتباع حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش نظر رکھتے تھے ،حدیث پاک میں سرکہ کے متعلق آیا ہے کہ بہترین سالن ہے۔اسی وجہ سے حضرت شیخ الہندؒ کو سرکہ سے بہت رغبت تھی چنانچہ آپ کے یہاں جب بھی دستر خوان پر سرکہ ہوتا تو سب چیزوں سے زیادہ اس کی طرف رغبت فرماتے اور کبھی گھونٹ بھی بھر لیتے ، ایک مرتبہ بدن میں پھنسیاں وغیرہ نکل آئیں اطباء نے سرکہ کو منع کر دیا پھر بھی حضرت کرنوش فرما ہی لیتے۔(حیات شیخ الہند صفحہ 125،118)

☆۔۔۔حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت خواجہ محمد عبد اللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں دارالعلوم دیو بند میں پڑھا کرتا تھا حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کو جس ہفتہ میں رحمت دو جہاں ، نبی آخر الزماں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوتی توغم کی وجہ سے خون کے اسہال شروع ہو جاتے کہ پتہ نہیں کونسی بے ادبی ہوگئی جس سے حضور رحمۃ للعالمین کی زیارت نہیں ہوئی۔(انوار بہلویہ ص:۲۱۴)

۲۔مفکر اسلام حضرت علامہ اقبالؒ کے دل میں حضرت کشمیریؒ کی وہ قدرومنزلت تھی کہ انہیں وضو کرانا علامہ مرحوم اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔(شاہراہ عشق کے مسافر،ص:۳۲)

۳۔’’نعت گوئی حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کا محبوب مشغلہ تھا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے والہانہ تعلق ایمان کی معراج ہے یہ سعادت بھر پورانداز سے آپؒ کے حصہ میں آئی تھی فارسی ہو یا عربی اس میں آپؒ کے عمدگی اظہار کے ساتھ خروش عشق کی مظہر ہیں‘‘(نقش دوام ص:۲۲۱)

۴۔ بہاولپور کی ایک مجلس میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا تھا کہ شاید یہ بات مغفرت کا سبب بن جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جانبدار ہو کر بہاولپور آیا تھا۔ (بارگاہ رسالت اور بزرگان دیوبند ص: ۲۲)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ صاحب جامعہ امینیہ دہلی میں دورہ حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ ایک سال آپ کے پاس دورہ حدیث میں سوات کے ایک طالب علم مولوی عبد الحق بھی شریک تھے۔ انہوں نے رات کو خواب میں سرور دو عالم جناب نبی کریم اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ درس حدیث کی مسند پر حضرت مفتی صاحب کی جگہ تشریف فرما ہیں اور صحیح مسلم کی ایک حدیث پڑھا کر اس پر محدثانہ تقریر فرما رہے ہیں۔ عجیب بات یہ تھی کہ مولوی عبدالحق مرحوم کو وہ تقریر جاگنے کے بعد بھی ٹھیک اسی طرح یاد رہی جیسے سنی تھی۔ صبح حضرت مفتی صاحب درس کے لئے تشریف لائے، اپنی مسند پر بیٹھ کر کتاب کھولی تو مولوی عبدالحق صاحب نے کہا حضرت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت مفتی صاحبؒ کی طرف سے اجازت ملی تو انہوں نے اپنا رات والا خواب سنایا۔ خواب سنتے ہی حضرت مفتی صاحبؒ اپنی مسند پر کھڑے ہو گئے فرمانے لگے عبدالحق قبلہ رخ کھڑے ہو کر خدا کو گواہ بنا کر کہو کہ واقعی تم نے خواب میں اسی طرح دیکھا ہے؟ مولوی عبدالحق صاحب نے حکم بجا لایا تو حضرت مفتی صاحبؒ مسند سے ہٹ کر سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا: عبدالحق! تمہارا خواب سچا ہے! بس پھر کیا تھا اس کے بعد حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ چالیس روز تک احترام کی وجہ سے اس مسند پر نہیں بیٹھے۔، معاملہ اگرچہ خواب کا تھا لیکن بات ادب کے اعلیٰ مقام کی تھی عشق و محبت کی تھی سوز محبت اور درد دل کی تھی۔ (ماہنامہ الفاروق، جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۱۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ ہجرت

فرما گئے تھے۔آپؒ کو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پر نور فضاؤں درس حدیث دینے کا شرف حاصل ہے۔حضرت مولانا محمد طیب قاسمیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت مدنیؒ نے اٹھاہ برس تک مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درس حدیث دیا۔عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص:۱۵۳)

۲۔ایک مرتبہ درس حدیث میں طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:ایک حاجی صاحب نے مدینہ منورہ کے دہی کو کھٹا کہ دیا۔اسی رات حاجی صاحب کو خوااب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ:''جب مدینہ شریف کا دہی کھٹا ہے تو تم یہاں کیوں آئے ہو؟ یہاں سے چلے جاؤ''جب یہ صاحب بیدار ہوئے تو گھبرائے۔علماءاکرام سے پوچھا کہ کیا کروں؟ کسی نے رائے دی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر جا کر دعا کرو ممکن ہے اللہ پاک تمہارے حال پر رحم فرمادیں۔چنانچہ یہ صاحب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر گئے اور رُورُو کر اللہ سے دعائیں کیں۔رات کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:''مدینہ منورہ سے چلے جاؤ ورنہ ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہے۔''

یہ واقعہ سنا کر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کی چیزوں میں عیب ہرگز نہیں نکالنا چاہیئے بلکہ وہاں کی مصیبت کو راحت سمجھنا چاہیئے۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص:۱۵۵)

۳۔حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے دارالعلوم کے چمن میں کیکر کا درخت لگوایا لوگوں کو خیال ہوا کہ اس درخت سے کیا فائدہ؟ نہ اس پر پھول لگتے ہیں نہ پھل،اس میں خوشنمائی ہے نہ ہی زینت پن، پھر اسے کیوں لگوایا؟ تحقیق سے پتہ چلا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر چونکہ بیت رضوان لی تھی تو یہ درخت اس یادگار کے طور پر لگوایا گیا ہے۔(الجمعیہ شیخ الاسلام نمبر،ص:۵۲)

۴۔ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے درس بخاری کے دوران ارشادفرمایا کہ:۔بفضلہٖ تعالے میں بسرعت تقریر کرسکتا ہوں لیکن میں توقف فی الکلام (ٹھہر ٹھہر کر بولنا) بہت مشقت کے بعد حاصل کیا ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح تیزی سے گفتگو نہیں فرماتے تھے جیسے کہ تمہاری زبان چلتی ہے بلکہ آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوا سے وہ بات سمجھ آئے اور محفوظ ہو جائے'' شمائل ترمذی۔ (حضرت مدنی کے ایمان افروز واقعات ص: ۸۰)

۵۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ۲ مارچ ۱۹۵۲ء کو داہنا حصہ سن ہو گیا ڈاکٹروں نے تشخیص کی کہ یہ فالج کا اثر ہے آپ کو بڑا صدمہ اور تکلیف ہوئی دوسرے یوم آپؒ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے ہاتھ پر دعا پڑھی اور دم کیا اور فرمایا کہ حسین احمد تشویش کی کوئی بات نہیں۔ چنانچہ حضرت مدنی اللہ تعالی تندرست ہو گئے (الصدیق حوالہ مکتوبات شیخ الاسلام)

۶۔ حضرت مدنیؒ لکھتے ہیں کہ میں شام کو مدینے کی گلیوں میں سے تنکے اٹھا کر لاتا، اہل مدینہ کی سبزیوں کے پھینکے ہوئے چھلکے اٹھا لاتا اس لئے کہ میرے نانا کے شہر کی گلیوں کے چھلکے میں انہیں پانی میں دھو کر منہ میں چبا کر پانی پی کر ریاض الجنہ میں کھڑا ہو کر ساری ساری رات قرآن پاک پڑھتا تھا۔ (مجموعہ خطبات اکابر ص: ۱۶۰)

☆۔۔۔حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ لوگوں کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے احباب سے گزارش کرتا ہوں کہ ہر سنت کا پورا پورا اہتمام کیا کریں۔ ہر سنت چاہے وہ چھوٹی کیوں نہ ہو معمولی مت سمجھیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے۔ (اکابر علماء دیوبند)

۲۔ ایک مرتبہ آپؒ کی جوان سالہ صاحبزادی کا انتقال ہوا۔ آپؒ نے تجہیز و تکفین کا کام گھر والوں کے سپرد کر کے خود دارالعلوم دیوبند میں قال اللہ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق پڑھانے کے لیے تشریف لائے، بعد از سبق نماز جنازہ و تدفین کا عمل مکمل کیا۔ (اکابر علماء دیوبند)

☆۔۔۔حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ جب سفر حج پر روانہ ہوئے جب مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا تو ایمان کا جام کچھ یوں جھلکا کہ خود ہی تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ہم میں سے ہر ایک شاید دوسرے کو بھول گیا،مینتہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچنے کے بعد اپنے اندر جذبات کا طوفان تھا جو ابل رہا تھا۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آرہے ہیں، یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں، یہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں،ادھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔'' آگے فرماتے ہیں کہ''جو کچھ پڑھا تھا لکھا تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا سب بھول گیا،اب تو جو معلم سے ہدائتیں مل رہی تھیں ،ان پر عمل ہورہا تھا چوبیس گھنٹے تک نا قابل ذکر عالم رہا،اپنے بس میں کچھ نہیں تھا،اس کے بعد کچھ حواس بحال ہوئے تو کچھ پڑھا تھا وہ ذہن میں آنے لگا۔ایک ایک چیز اور ایک ایک مقام کو تلاش کرنے لگے،اور وہاں پہنچ کر سنت کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ انگڑائی لینے لگا۔ایک ہفتہ بعد یہ کیفیت ہوگئی کہ مدینہ منورہ کے سوا کچھ یاد نہ رہا۔سرور ونشاط سے دل جتنا لبریز ہوا اتنا کبھی نہیں ہوا۔''

حضرت کی اس تحریر سے اندازہ لگائیں کہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا یہ عالم تھا کہ وہاں پہنچ کر روضہ مبارک کو دیکھ کر تمام دنیا بھول گئے،تمام بتایں ذہن سے نکل گئیں۔(حیات گیلانیؒ)

ایسے ہی لوگ لذت ایمان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

۲۔حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کو نعت گوئی کا بڑا شوق تھا۔بعض اوقات ترنم کے ساتھ متعلقین کو سنا بھی دیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ فرمانے لگے فلاں موقع پر ایک نعت کہی تھی جو مجھے از حد پسند ہے اس کے بعد اس نعت شریف کو ترنم کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔نعت شریف پڑھتے جا رہے ہیں اور روتے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ سسکیاں بندھ گئیں۔ان پر ایک وجد سا طاری ہوگیا۔(حیات گیلانیؒ)

☆۔۔۔حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا ندویؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف فرما تھے۔میں نے حضرت سے عرض کی کہ حضرت اس مسجد میں بعد کے آنے والے لوگوں نے بڑی زیب وزینت پیدا کردی اور قیمتی قالین بچھا دیے،کاش!یہ مسجد اپنی پہلی سادگی پر ہوتی۔معلوم نہیں حضرت اس وقت کس حال میں تھے جوش میں آگئے اور فرمایا:حضرت اور زیب وزینت ہو،دنیا میں جہاں کہیں بھی جمال اور زیب وزینت ہے انہیں(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)کے صدقہ سے ہی تو ہے۔(ندائے منبر ومحراب)

۲۔حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کا معمول تھا جب مدینہ منورہ کی طرف سفر فرماتے تو آخری منزل پر احباب سے کہتے جب روضہ مبارک نظر آئے تو مجھے بتانا،جب بتایا جاتا تو پیدل چلنا شروع کر دیتے۔رفقاء کو تاکید فرماتے درود شریف کا ورد کریں اور خاموش رہیں ادب واحترام کے ساتھ روضہ انور پر حاضری دیں۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء دیوبند ص:۱۶۷)

۳۔مرض الوفات میں مدینہ منورہ کا ذکر سنتے تو رقت طاری ہوجاتی بعض اوقات رونے لگ جاتے تھے،ایک مولانا عمرہ پر تشریف لے جانے لگے جب ملاقات کے لیے تو مدینہ طیبہ کا ذکر ہونے پر دھاریں مار مار کر رونے لگے۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص:۱۵۵)

۴۔حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے والہانہ محبت تھی اور اپنی مجالس میں صحابہ اکرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا تذکرہ بکثرت کیا کرتے تھے۔حضرتؒ کو کمتر مرحوم کی نظم بہت پسند تھی اس کو پڑھا کرتے تھے اور رغبت سے یہ نظم سنتے تھے

وہ دیوانے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے میں دیوانہ صحابہؓ دا

وہ پروانے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے میں پروانہ صحابہؓ دا۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واکابرین دیوبند ص:۱۶۸)

☆۔۔۔حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ رب العزت جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار فرماتے ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک سے وابستہ ہر چیز سے دلی محبت ہوجاتی ہے۔حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ کی طبیعت میں حجاز مقدس قدم رکھتے ہی جزب و مستی اور عرب کے ذرے ذرے سے عشق و الفت کی وہ کیفیت پیدا ہوجاتی تھی کہ ضعف پیری، بیماری و ناقہت کے باوجود ہر لحہ بلکہ ایک ایک سانس طاعت الٰہی وعبادات و یاد الٰہی میں گزارا کرتے تھے۔(ید بیضاء ص:۱۹۲)

☆۔۔۔حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ فرماتے ہیں کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام کرنا یہ ہے کہ انصاف پسند طبائع اس کے مطالعہ سے یہ اندازہ لگاسکیں کہ خدا یہ پیغمبر، اخلاق حسنہ، اوصاف حمیدہ، علمی و عملی کمالات اور اصلاحِ عالم میں کیا درجہ رکھتا ہے۔اس لیے ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ خدا کے اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح حیات کا مطالعہ کرے۔کیونکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، ان کی سیر ہمارے لیے فلاح دارین، اور نجات ابدی کا باعث ہے اور ان کی حیات طیبہ ہمارے علم و عملی زندگی کے لیے راہ دلیل ہے۔(اکابر علماء دیوبند اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص:۲۱۴)

☆۔۔۔حضرت مولانا خلیل احمد سپارنپوریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں: محبت ایک عجیب الخاصیۃ اکسیر ہے۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمامی کمالات جن کے ذکر کرنے سے بھی دل کو فرحت ہوتی اور مزہ آتا ہے اسی محبت کے ثمرات ہیں، نیز یہ کہ ایمان درحقیقت اس شدت محبت کا نام ہے جس کو اصطلاح دنیا میں عشق کہتے ہیں کہ مومن اس سے خالی نہیں ہوسکتا اور جو اس خالی ہوا سے اس کا حاصل کرنا ضروری ہے تا کہ وہ مومن کا مصداق بن سکے۔(تذکرۃ الخلیل صفحہ:۳۹۹)

۲۔حضرت مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالی حضرت مولانا خلیل احمد سپارنپوریؒ کی

سوانح میں رقم فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ آپؒ کی طبعیت کو قدرت نے اتباع سنت نبویہ کا سانچہ بنادیا تھا اور اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ محبت جو خون کی طرح آپ کی رگ رگ میں جاری وساری تھی آپ کی مبارک طویل زندگی کے لحہ لحہ کو ایک بےنظیر کرامت بنائے ہوئے تھی آپ عمر بھر دینی خدمت میں انہماک، حدیث میں تبحر، فقہ میں اجتہاد تحریر وتقریر میں اشاعت دین حرکت وسکوں میں اظہار حق، قیام وقعود میں اتباع سنت لازمی ومتعدی نفع دینی کو وہ بے پایاں سمندر تھا جس میں کوئی بھی غوطہ لگانے والا خواص موتیوں سے بھی محروم نہیں رہا۔(تذکرۃ الخلیل ص:۴۰۹،۴۰۸)

۳۔حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ''اہل عرب کا احترام بہت زیادہ فرماتے تھے بالخصوص اہل مدینہ کا، آپکے رفقاء اور کسی: جمال (اونٹ والے) میں نزاع ہوتا تو آپ جمال (اونٹ والے) کی طرفداری کرتے اور حسرت کے ساتھ فرمایا کرتے کہ لوگوں کو ان کی قدر نہیں۔معلوم بھی ہے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک پہنچانے والے ہیں یہ محبوب کے ہم وطن ہیں'' (اس وقت حج کے مقامات کا یہ سفر چونکہ اونٹوں سے طے ہوتا تھا اسلئے ان اونٹ والے بدوؤں سے بعض اوقات کئی لوگ دام کی کمی بیشی وغیرہ امور میں جھگڑا کرتے تھے تو اس موقعہ پر آپ ان اہل مدینہ جمالوں کی طرف داری فرماتے) (ایضا،ص ۳۹۵)

۴۔حضرت مولانا خیل احمد سہارنپوریؒ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اس درجہ میں تھا کہ آپ کی تمنا تھی کہ میری وفات مدینہ منورہ میں ہی ہو، چنانچہ آپ جب آخری بار مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''جب بھی حاضر آستانہ ہوا ہوں یہی تمنا ساتھ لے کر گیا ہوں کہ وہاں کی پاک زمین مجھے نصیب ہو جائے اب بھی اس توقع پر جارہا ہوں کہ شاید اب میرا وقت آ گیا ہو اور مدینہ طیبہ کی خاک پا مجھے نصیب ہو جائے اور جوار نبوی میں مجھ کو جگہ مل جائے'' (تذکرۃ خلیل ص:۴۳۰)

۵۔حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ فرماتے ہیں: جب میں سہارنپور سے رخصت ہوا تھا تو میں نے ہجرت کی نیت نہیں کی تھی اور نہ اب تک ہجرت کی نیت کی ہے کیونکہ مجھے معلوم نہیں حق تعالی شانہ کے نزدیک میں اس مقدس ارض کے قابل ہوں یا نہیں؟ اگر حق تعالی جل شانہ کو میرے جیسے ناکارہ کا قیام اس مقدس سرزمین میں منظور نہ ہوا تو اپنے سیاہ اعمال کے ساتھ واپس آجاؤں گا (اکابر علماء دیوبند ص:۵۱)

☆۔۔۔حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالی کی محبت کا مدعی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت پوری طرح نہیں کرتا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتا ہے مگر اللہ تعالی کی عظمت ومحبت سے خالی ہے وہ سراسر دھوکے میں ہے ۔(بیس مردان حق، ج:۱، صفحہ:۸۸۲)

۲۔حضرت مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ کو مدینہ طیبہ میں دفن ہونے کا بہت شدت سے اشتیاق تھا اس لئے آپ ہر وارد وصادر سے دعا کراتے کہ اب کسی اور طرف جانا نہ ہو، ندوہ کے سابق شیخ الحدیث مولانا تقی الدین بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حاضر ہوا، سلام ومصافحہ کے بعد دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا دعا آپ لوگ کریں، آپ لوگ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہمان ہیں کہ جوار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایمان پر خاتمہ ہو۔(بیں مردان حق، ج:ا صفحہ:: ۸۸۲)

☆۔۔۔حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ حکایات صحابہ میں فرماتے ہیں: محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو دل میں بس جانے کے بعد محبوب کو ہر چیز پر غالب کر دیتی ہے نہ اس کے سامنے ننگ وناموس کوئی چیز ہے نہ عزت وشرافت کوئی شے ہے (اگر ایسا نہیں ہے تو وہ سچی محبت نہیں کہلا سکتی) حق تعالی شانہ اپنے لطف سے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی اور اپنے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عطا فرمائے تو ہر عبادت میں لذت ہے اور ہر تکلیف میں راحت

ہے‘‘(العمدہ شرح زبدہ،ص:۲۱)

۲۔حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ فرماتے ہیں کہ آؤ ہم محبت کریں اور محبت کرنا ان سے سیکھیں جن کو خدا نے خود اپنے پیارے کی محبت وصحبت کے لئے چن لیا تھا یہ بھی یاد رہے کہ محبت ہی ادب وتوقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع واطاعت پر آمادہ کرتی ہے تعظیم وہی تعظیم ہے جس کا منشا محبت ہو اور اکرام وہی اکرام ہے جس کا مبدأ محبت ہو۔

۳۔سید ابوالحسن علی ندویؒ آپ کی سوانح لکھتے ہوئے باب ششم در پہ طیبہ کا مستقل قیام،طیبہ کے لیل ونہار‘‘ کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔’’حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کی مدۃ العمر کی تمنا تھی کہ مدینہ طیبہ جا کر رخت سفر کھول دیں اور جن کی سنت وشریعت اور حدیث کی ساری عمر خدمت کی اوران کے دامن سے وابستہ رہے،انہیں کے قدموں میں بقیہ زندگی گزار دیں۔ان کے محبوب شیخ ومرشد(مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ) کی بھی یہی آرزو وکوشش تھی اللہ نے ان کو کامیاب کیا اب جبکہ ضعف بصارت اور مختلف قسم کی معذوریوں کی وجہ سے درس وتدریس اور براہ راست مطالعہ اور تصنیف کا موقع بھی نہیں رہا تھا،اس تمنا میں مزید شدت وقوت پیدا ہوگئی۔بالآخر ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۳(۲۳ اپریل ۱۹۷۳ء) کو اس نیت سے حجاز کے لئے روانہ ہوگئے۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علمائے دیوبند ص:۲۶۷)

☆۔۔۔حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اپنے سفر حج لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: حج کے بعد میں اپنے شوق کے پروں پر اڑتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف چلا۔محبت اور وفا کی کشش مجھے مدینہ منورہ کی طرف بے ساختہ کھینچ رہی تھی۔راستہ کی زحمتوں کو میں رحمت سمجھ رہا تھا اور میری نگاہ کے سامنے اس پہلے مسافر کا نقشہ گھوم رہا تھا جس کا ناقہ اس رستے سے گیا تھا اور اس راستہ کو اپنی برکتوں سے بھر دیا تھا۔جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے میں نے مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا کی اور سعادت کے نصیب ہونے پر اللہ تعالی کا شکر ادا کیا پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

سامنے حاضر ہوا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کے نیچے دبا ہوا تھا جن سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں۔ میں نے آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھا اور گواہی دی کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام کما حقہ پہنچا دیا، اللہ تعالی کی طرف سے سونپی ہوئی امانت کو پورا پورا ادا کر دیا، امت کو سیدھی راہ دکھائی اور اللہ کی راہ میں دم واپسیں تک پوری پوری کوشش کی۔ اس کے بعد میں نے آپ کے دونوں محترم دوستوں کو سلام کیا یہ دونوں ایسے دوست ہیں جن سے بڑھ کر مصاحبت کا حق ادا کر نے والا تاریخ انسانی میں نظر نہیں آتا اور نہ کوئی ایسا جانشین دکھائی دیتا ہے جس نے ان سے زیادہ اچھی طرح جانشینی کے فرائض کو ادا کیا ہو۔ (کاروان مدینہ، ص:۱۷۹ تا ۱۸۲ ملخصاً)

۲۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں: کمالات نبوت اور علم نبوت کی معرفت و شناخت کے لئے جس طرح سیرت کے ابواب اور اعمال و اخلاق وعبادات ہیں اسی طرح ایک دلیل نبوت اور معجزۂ نبوی یہ ادعیہ ماثورہ ہیں۔ کتنی خوش قسمت ہے وہ امت جس کو نبوت کی وراثت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں دین و دنیا کا خزانہ غیب کی نعمتوں اور دانوں کی پکھیاں ملیں اور وہ کتنی بدقسمت ہے اگر اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ (سید ابوالحسن علی ندویؒ، سیارہ ڈائجسٹ، اکتوبر ۹۸، ص ۲۲۰)

☆۔۔۔حضرت مولانا طیب قاسمیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ حضرت مولانا طیب قاسمیؒ فرماتے ہیں: ''محبوب کی محبت کی وجہ سے اتباع سنت کا مسئلہ سامنے آتا ہے کیونکہ یہ محبت کا اثر ہے اگر محبت ہے تو اتباع سنت اختیار کرے گا ورنہ نہیں۔ محبت ہی آمادہ کرتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرنے پر، کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اسی طرح بیٹھ کر کھانا کھائے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرماتے تھے اسی ڈھنگ سے آرام ہو، اس ڈھنگ سے معاملہ کرو، جس ڈھنگ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمنوں سے برتاؤ کرتے تھے وہی ڈھنگ تم بھی اختیار کرو، ان چیزوں سے اتباع سنت کا جذبہ غالب ہو جائے گا اگر محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ غالب ہے تو بدعات سے

نفرت ہو جائے گی سنت کی پیروی سے محبت ہوگی۔ کیونکہ محبوب کی ذات محبوب ہے اور جب ذات محبوب ہے تو ذات کی ادائیں بھی محبوب ہوں گی، آپ کا طرز سلام وکلام بھی محبوب ہوگا ہر چیز محبت کے نیچے آتی چلی جائے گی''۔ (خطبات حکیم الاسلام)

۲۔حضرت مولانا طیب قاسمیؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ''اصلی چیز محبت ہے پھر محبت سے ایمان بنتا ہے اور ایمان ہی کی وجہ سے اعمال ہاتھ پاؤں پر آتے ہیں اور انسان کی زندگی بنتی ہے محبت ہی سے سارا کام چلتا ہے آدمی اس محبت میں مصائب بھی جھیلتا ہے تکلیفیں بھی اٹھاتا ہے مگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب ہے تو پروانہیں ہوتی کسی چیز کی۔ اہل اللہ جیل خانے میں بھی گئے مگر انہیں پرواتک نہیں ہوئی کیونکہ تعلق مع اللہ قوی ہے فقروفاقہ آیا مگر انہیں پرواتک بھی نہیں۔ اس لئے کہ دل میں تعلق موجود ہے قلب مطمئن ہے اور اگر دل کو تعلق اللہ سے نہ ہو تو وہ انسان ہمیشہ ڈگمگائے گا ہمیشہ پریشان رہے گا چاہے لاکھوں کا مالک ہو مگر دل خالی ہے تعلق سے، ہمیشہ اس پریشانی اور پراگندگی میں رہے گا۔ تو محبت اصل ایمان اور اصل اسلام ہے۔ محبت میں تلخیاں بھی شیریں بن جاتی ہیں کیونکہ آدمی کا دھیان محبوب کی طرف رہتا ہے تلخیوں کی طرف نہیں رہتا اس لئے وہ شیریں ہو جاتی ہیں اور محبوب کی ہر ادا محبوب بن جاتی ہے'' (خطبات حکیم الاسلام)

☆۔۔۔حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں بسی ہو، قلب وجگر لذت والفت سے آشنا ہو، تو محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا اچھی لگتی ہے ہر سنت پر پیار آتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق والی ہر چیز سے محبت ہو جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار سے، گفتار سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے محبت لازمی دل نشیں ہو جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو شوق سے پڑھنا اور ادب وعظمت سے پڑھانا اچھا لگتا ہے اور اس میں لطف آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ رب العزت نے یہ سعادت نصیب

فرمائی کہ آپ نے بیس جلدوں پر مشتمل علم حدیث پر عربی زبان میں ''اعلاء السنن'' نامی انتہائی قابل دید اور رشک آمیز کتاب لکھی جس میں علمیت کے ساتھ ساتھ عقیدت کا رنگ بھی نمایاں ہے۔ آپکے علمی کام سے متاثر ہو کر حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے ایک موقع پر فرمایا: آپ حقیقت میں نیابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ادا کر رہے ہیں۔ (عشق رسول و اکابرین علماء دیوبند ص:۱۷۵)

۲۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب سعودی عرب میں آج کی طرح دولت کی نہ تھی۔ سعودیہ عرب کی معیشت کا دارومدار زیادہ تر حج کے موقع پر آنے والے حاجیوں سے ہونے والی آمدنی پر ہوتا تھا۔ آبادی بہت غریب تھی اور بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا تھا۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے میں حج کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا ۔ ہم لوگوں نے کھانا کھانے کے بعد دستر خوان کو لے کر ایک ڈھیر پر جھاڑ دیا تاکہ روٹی کے بچے کھچے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جانور کھا جائیں۔ تھوڑی دیر کے بعد جب میں اپنے کمرے سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہا کہ ایک خوبصورت آٹھ نو سال کا بچہ ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا ہے مجھے سخت افسوس ہوا بچے کو ساتھ لے کر قیام گاہ آیا اور اسے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیونکہ میں ایسی ہستی کے شہر میں تھا جو غریبوں کا والی اور غلاموں کا مولا تھا۔ میرے اس برتاؤ کو دیکھ کر بچہ بے حد متاثر ہوا میں نے چلتے وقت اس سے کہا کہ بیٹے! تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ اس نے کہا میں یتیم ہوں، میں نے کہا بیٹے! تم میرے ساتھ ہندوستان چلو گے وہاں میں تم کو اچھے اچھے کھانے کھلاؤں گا، عمدہ عمدہ کپڑے پہناؤں گا، اپنے مدرسے میں تمہیں تعلیم دوں گا جب تم عالم فاضل ہو جاؤ گے تو میں خود تم کو یہاں لے کر آؤں گا اور تمہیں تمہاری والدہ کے سپرد کر دوں گا۔ تم جاؤ اپنی والدہ سے اجازت لے کر آؤ۔ لڑکا بہت خوش ہوا اور اچھلتا کودتا اپنی والدہ کے پاس گیا وہ بیچاری بیوہ دوسرے بچوں کے اخراجات سے پہلے ہی پریشان تھی اس نے فوراً اجازت دیدی ، بچہ فوراً آیا اور مولانا کو بتایا کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا میری ماں نے اجازت دے دی

ہے۔ پھر پوچھنے لگا کہ آپ کے شہر میں یہ چنے ملتے ہیں جو یہاں ملتے ہیں۔؟ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے بچے کو کہا: بیٹے! یہ ساری چیزیں وافر مقدار میں تمہیں ملیں گی۔ مولانا کا بیان ہے کہ وہ بچہ میری انگلی پکڑے پکڑے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں میرے ساتھ آیا اور اور یکدم ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا، کبھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضے کو دیکھتا اور کبھی مسجد کے دروازے کو دیکھتا، اس بچے نے مجھ سے دریافت کیا: بابا! یہ دروازہ اور روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں ملے گا؟ میں نے اس سے کہا کہ بیٹا اگر یہ وہاں مل جاتا تو میں یہاں کیوں آتا، بچے کے چہرے کا رنگ بدل گیا، میری انگلی چھوڑ دی اور کہا: بابا! تم جاؤ اگر یہ نہیں ملے گا تو میں ہرگز ہرگز اس دروازے کو چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، بھوکا رہوں گا پیاسا رہوں گا اس دروازے کو دیکھ کر میں اپنی بھوک اور پیاس اس طرح بجھاتا رہوں گا جس طرح آج تک بجھاتا رہا ہوں یہ کہہ کر بچہ رونے لگا اور اس کے عشق کو دیکھ کر میں بھی رونے لگ گیا۔ (روشنی، آخری صفحہ، مولانا سید محمد متین ہاشمی)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ فرماتے ہیں کہ احقر کو اللہ تعالی نے جب بھی یہ سعادت بخشی کہ سلام عرض کرنے کے بعد سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدموں کی طرف بیٹھ گیا الحمد اللہ وہاں سے بہت کچھ پایا ۔احقر نے اپنے اس طرز عمل کی بنیاد سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر رکھی ہے جس میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جوتیاں دے کر یہ فرمانا ہے کہ جو کلمہ پڑھنے والا ملے اس کو جنت کی بشارت دیدو اسی طرح سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ارشاد کا ترجمہ یہ ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے تو رحمت کائنات سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں کیا کچھ نہیں ملے گا؟ ملتا ہے اور ضرور ملتا ہے کمال ادب اسی میں ہے۔ (رحمت کائنات ص:۴۲۱)

۲۔ایک مرید نے حج بیت اللہ کے لئے مولانا زاہد الحسینیؒ سے دعا کرائی اللہ تعالی نے یوں قبول فرمائی کہ اُس کو سات بار حج بیت اللہ اور زیارت بیت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت عطا

فرمائی۔حضرت رحمہ اللہ کی دعاؤں میں بڑا اثر تھا تڑپ تھی سوز و گداز تھا عشق رسالت سے آپ کا سینہ معمور تھا،آپ کے مریدوں کو کئی کئی بار زیارت حرمین نصیب ہوئی،عقائد درست ہو گئے ،قرآن وحدیث سے محبت پیدا ہوگئی ، چہرے سنت الانبیا علیہم السلام کے نور سے منور ہو گئے ۔(چراغ محمد ص:547،)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحبؒ کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا حضرت! مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتا دیجئے جس کی برکت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے۔ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی! تم بڑے حوصلہ والے آدمی ہو کہ تم اس بات کی تمنا کر رہے ہو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو جائے ہمیں تو یہ حوصلہ نہیں ہوتا کہ یہ تمنا بھی کریں اس لئے کہ ہم کہاں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کہاں؟ اور اگر زیارت ہو جائے تو اس کے آداب،اس کے حقوق اور اس کے تقاضے کس طرح پورے کریں گے اس لئے خود اس کے حاصل کرنے کی نہ تو کوشش کی اور نہ کبھی اس قسم کے عمل سیکھنے کی نوبت آئی جس کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے البتہ اگر اللہ تعالی اپنے فضل سے خود ہی زیارت کرا دیں تو یہ ان کا انعام ہے اور جب خود کرائیں گے تو اس کے آداب کی بھی توفیق بخش دیں گے۔(ارشادات اکابر ص ۱۲۱)

۲۔حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب جب مدینہ طیبہ جاتے تو روضہ اقدس کی جالی تک پہنچ ہی نہیں پاتے تھے بلکہ ہمیشہ یہ دیکھا کہ جالیوں کے سامنے ایک ستون ہے اس ستون سے لگ کر کھڑے ہو جاتے بلکہ وہاں اگر کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو اس کے پیچھے ہو کے کھڑے ہو جاتے اور ایک دن خود ہی فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید تو بڑا شقی القلب آدمی ہے یہ بھی اللہ کے بندے ہیں جو جالی کے قریب پہنچ جاتے ہیں اور قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جتنا بھی قرب حاصل ہو جائے تو نعمت

ہی نعمت ہے لیکن کیا کروں کہ میرا قدم آگے بڑھتا ہی نہیں پھر فرمایا کہ وہاں کھڑے کھڑے میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا مگر اس کے بعد فوراً محسوس ہوا کہ جیسے روضہ اقدس سے یہ آواز آ رہی ہے کہ جو شخص ہماری سنتوں پر عمل کرتا ہے۔ وہ ہم سے قریب ہے خواہ ہزاروں میل دور ہو اور جو شخص ہماری سنتوں پر عمل نہیں کرتا وہ ہم سے دور ہے چاہے وہ ہماری جالیوں سے چمٹا ہوا ہو (ارشادات اکابر ص: ۱۱۴)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی نسل کے افراد حرمین شریفین خانہ کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاکروبی کے عہدے پر فائز ہیں اور آغا کے لقب سے پکارے جاتے ہیں ۔ روضہ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی کے اندر قبر شریف کے تعویذ پر آویزاں غلاف خاص کی جھاڑی ہوئی خاک پاک ایک آغا نے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کو بطور ہدیہ عنایت فرمائی۔حضرتؒ نے جوش عقیدت میں اسے سرمہ میں شامل کرلیا۔نوعمری میں فالج کے حملے کا علاج حکیم اجمل خانؒ نے کیا تھا جس سے اگر چہ مرض سے کامل چھٹکارامل گیا تھا۔لیکن دور و نزدیک کی بینائی متاثر رہی اور مستقل چشمہ استعمال کرنا پڑتا تھا۔خدا کی قدرت روضۂ اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاک پاک کا ملا ہوا سرمہ استعمال کرنے سے بینائی بالکل ٹھیک ہوگئی چشمہ اتر گیا۔ہلال عید بلا تکلف آرام سے دیکھ لیتے تھے پھر تا حیات چشمہ کی ضرورت نہ پڑی۔(عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اکابرین علمائے دیوبند ص: ۲۰۳)

۲۔ماسٹر شیر محمدؒ راوی ہیں کہ میں ایک تبلیغی جلسہ میں چک جھمرہ ضلع فیصل آباد گیا۔جلسے کے اختتام پر چند علماء حضرات،حضرت مولانا احمد علی الھوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا گیا کہ حضرت ہمیں کوئی نصیحت فرما دیجئے۔یہ سن کر حضرت لاہوریؒ نے فرمایا۔"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری پونجی مسکینوں،غریبوں اور یتیموں پر خرچ فرمایا کرتے تھے بلکہ قرض حسنہ لے کر بھی اہل حاجت کی مدد فرماتے تھے۔میں نے کئی بار ارادہ کیا ہے کہ اپنے گھر کا دروازہ

کھول دوں اور مساکین سے کہوں کہ جو جس کے ہاتھ لگے، لے جاؤ مگر ہمت نہیں پڑتی۔ لہذا عزیزو! جو شخص خود عمل کرنے سے قاصر ہو وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔ (حضرت لاہوریؒ کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۲۲۲)

☆۔۔۔حضرت مولانا عطاءاللہ شاہ بخاریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔حضرت مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری فرماتے ہیں: میں ایک بات جانتا ہوں کہ خواہ کوئی شخص مکہ میں پیدا ہوا اور مکہ ہی میں مرے لیکن اگر اس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہ رکھی تو اس کی نجات نہیں ہوسکتی۔ (حیات امیر شریعت مؤلفہ جانباز مرزا ص ۱۷۲)

۲۔مولانا سید محمد طیب ہمدانی (قصور والے) فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک بھائی گونگا تھا اس لئے ہم نے اسے کوئی ہنر سکھانا چاہا تو اس نے ''جفت سازی'' کے فن کو پسند کیا اور اس میں خوب مہارت حاصل کر لی۔ اس نے ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کی تصویر دیکھی تو مجھ سے دریافت کیا کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بنا سکتا ہوں؟ پھر ایک روز وہ اسی نقشہ کے مطابق نعلین بنا کر لے آیا اور مجھے پہنا دیئے اور بہت خوش ہوا کچھ روز کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری قصور تشریف لائے تو ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ اسی دوران انہیں غسل خانہ جانے کی ضرورت پڑی تو میں نے وہی جوتے آگے کر دیے۔ آپ جوتے دیکھتے ہی ٹھٹھک گئے اور فرمایا: ہمدانی! یہ تو بالکل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک کے نقشہ کے مطابق ہیں میں نے ساری بات بتا دی فورا جھکے اور نعلین اٹھا لئے فرمایا ظالم! یہ نعلین پاؤں میں پہننے کے لئے نہیں یہ کہ کر وہ نعلین اپنے سر پر رکھ لئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بار بار کہتے جا رہے تھے۔ یہ سر پر رکھنے کے قابل ہیں، یہ سر پر رکھنے کے قابل ہیں۔ پھر غسل خانہ میں جا کر ان جوتوں کو اپنے ہاتھوں سے خوب دھو کر صاف کیا ان پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی کہنے لگے ہمدانی یہ جوتے مجھے دے دو۔ میں نے عرض کیا ضرور شاہ جی۔ بلکہ یہ تو مجھ پر احسان ہوگا۔ (بخاری کی باتیں ص: ۱۵۷)

۳۔حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ جب بھانسی کی کوٹھری میں تھے اسکے بعد لدھے رام کی کچہری میں گئے اس نے شرمندہ ہوکر اپنا بیان واپس لیا،تو حضرت بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا کیس ختم ہو گیا آپ جیل سے باہر آئے تو رو رہے تھے کسی نے پوچھا: حضرت کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: میں تو تیاری کر چکا تھا کہ موت شہادت کی آئے گی اور میں پھانسی کے تختے پر رسی کو چوم لوں گا فرمایا جیل میں ادھر میری آنکھ بند ہوتی تھی ادھر تم عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو جایا کرتی تھی۔(خطبات دین پوری،جلد 3 ص:226)

۴۔حافظ الحدیث والقرآن ، ولی کامل ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کو آقا رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک نا قابل بیان حد تک محبت تھی اور اکثر مدینہ طیبہ کے اسفار کے خواہاں رہتے تھے اسی طرح ایک سفر میں جب آپ مدینہ طیبہ میں موجود تھے تو خواب میں کائنات کے آقا،نبیوں کے امام حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شرفیابی ہوئی ۔خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ پاکستان جا کر میرے بیٹے عطاء اللہ شاہ کو سلام کہنا اور انہیں کہنا کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر خوب کام کریں اور میں تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوں۔حضرت درخواستی نے آکر شاہ جی کو سلام و پیغام دیا تو شاہ جی وجد و سرور میں آکر بار بار پوچھتے کہ مولانا! آقا علیہ السلام نے میرا نام بھی لیا تھا؟ حضرت درخواستی اثبات میں جواب دیتے تو حضرت شاہ صاحب اور مسرور ہوتے۔(بحوالہ ایمان پرور یادیں)

☆۔۔۔حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا محمد علی جالندھری عشق ومحبت میں ڈوب کر بیان فرمایا کرتے تھے سامعین کو سیرت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسا پر اثر وعظ فرماتے تھے کہ ہر کوئی عش عش کر اٹھتا ،ایک بار سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کر رہے تھے دوران تقریر اپنے مخصوص انداز میں سامعین سے فرمایا ایک بات بتاؤں پھر فرمایا یہ خیال نہ کرنا کہ اچھی صفات کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بڑھ گئی اس بات کو دو تین بار دوھرایا۔سامعین حیران تھے پھر فرمانے لگے یہ

صفات اس لیے اچھی بن گئیں کہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور انہیں قبولیت کا شرف بخشا۔ اسی طرح کا مضمون حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ مداح رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ما ان مدحت محمدا بمقالتي لكن مدحت مقالتي بمحمد (سوانح مولانا محمد علی جالندھری ص ۲۰۲ از پروفیسر نور محمد)

۲۔حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمن نے پروفیسر نور محمد صاحب کو بتایا کہ جس دن وہ اس دار فانی سے رخت سفر باندھ رہے تھے اس دن آپ نے جدائی سے تھوڑی دیر پہلے انہیں بلایا اور کہا ''وہ رومال جو میں مدینہ منورہ سے لایا تھا وہ میرے تکیہ پر پھیلا دو تا کہ اسے اپنی آنکھوں سے لگاؤں اور انہیں ٹھنڈا کروں اپنے رخسار کو اس سے رگڑوں اور سکون حاصل کروں اس رومال میں میرے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک شہر کی خوشبو بسی ہوئی ہے فراق کا وقت ہے پھر یہ وصال نصیب ہو نہ ہو مولانا عزیز الرحمن کہتے ہیں کہ چونکہ ان پر خاص وجدان کی کیفیت طاری تھی میں نے فوراوہ رومال نکال کر ان کے تکیہ پر پھیلا دیا اور انہوں نے اس پر اپنی آنکھیں بچھا دیں (سوانح مولانا محمد علی جالندھری بس: ۱۵۴ تا ۱۵۷ از پروفیسر نور محمد)

۳۔امولانا محمد علی جالندھریؒ کے صاحبزادے مولانا عزیز احمد نے بتایا کہ مرض الوفات کے دنوں میں جب وہ سخت نڈھال تھے اور دردِ دل نے ان پر غنودگی کی کیفیت طاری کر رکھی تھی (ایک صاحب نے جو سید ہونے کے دعوے دار تھے مگر سید نہ تھے) آپ کے پاؤں دبانا چاہے آپ نے اس جانکنی کی حالت کے باوجود اپنے پاؤں کھینچ لئے یہ صاحب جب بضد ہوئے تو آپؒ نے فرمایا بھائی جس ذات (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی بخشش کا سہارا سمجھ رکھا ہے اور پوری زندگی کا سردار بنا رکھا ہے ان سے رشتہ داری کے دعوے داروں سے پاؤں کیسے دبواؤں؟ یہ فرمایا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔(ایضا ص ۱۵۳)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ ان چندلوگوں میں سے تھے کہ جن کی ساری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزری آپ کی مجلس میں سوائے دین کے کوئی اور بات نہیں سنیگئی۔(واردات ومشاہدات ملخصا صفحہ:454)

۲۔ایک مرتبہ حضرت درخواستیؒ جب مسجد نبوی میں بیٹھ کر حدیث محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دینا شروع کرتے ہیں تو ایک مصری اٹھ کر کہتا ہے: **یااھل المدینة! مارأیتم اباھریرة، فھذاابوھریرة** اے مدینہ والو! ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو تم نے نہیں دیکھا لیکن آج حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے اس غلام کی شان دیکھ لو، جس طرح حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ آنکھیں بند کر کے (یعنی زبانی احادیث سنانے والے، حافظ الحدیث) حدیث پڑھا کرتے تھے اس طرح یہ بھی حدیث پڑھتے ہیں **قد خرجت منکم النعمة وذھبت عند العجم** دیکھو نعمت تم عربیوں سے نکل کر عجمیوں میں چلی گئی ہے۔(خطبات دین پوری، جلد 3 ص:132)

۳۔حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ فرماتے ہیں: جب قرآن مجید کی کسی آیت کریمہ کے عقدے حل نہ ہوں تو میں بیت اللہ شریف کے سامنے جا بیٹھ جاتا ہوں تو حل ہو جاتے ہیں اور جب احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطالب سمجھ میں نہ آئیں تو گنبد خضری کے سامنے بیٹھتا ہوں تو سمجھ آجاتی ہے۔(ماہنامہ تجلیات حبیب، اکتوبر ۱۹۹۴ء)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا لازمی نتیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق اور اطاعت وپیروی ہے۔اللہ تعالی اپنے بندوں سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی پیروی چاہتے ہیں یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب مومن کا دل سرکار دوعالم اللہ کے عشق ومحبت سے لبریز ہو اور اصل عشق رسول اللہ اسوۂ رسول کے تابع ہے۔(حیات احتشام ص،۱۷۹، ۱۸۰)

۲۔مولانا احتشام الحق تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کوحضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے بے پناہ محبت تھی وہ درود پاک بہت کثرت سے پڑھتے تھے اور درود تنجینا مولانا کا سب سے محبوب درود تھا اور یہ درود ان کا شب و روز کا معمول تھا اور وہ اپنے بچوں اور متعلقین کو بھی اسکے پڑھنے کی تلقین فرماتے تھے۔ایک بزرگ اور عارف باللہ نے مولانا کے انتقال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا اور ان کی خیریت دریافت کی تو مولانا مرحوم نے ان بزرگ سے کہا الحمدللہ! کہ میرا نام حضور اقدسپر درود پڑھنے والوں کی فہرست میں لکھ لیا گیا ہے ۔(حیات احتشام ص،۱۷۹،۱۸۰)

☆۔۔۔۔حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا یوسف بنوریؒ کی مدینہ منورہ میں تو عجب ہی کیفیت ہوتی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت زیادہ ادب کا خیال فرماتے عموماً معمول یہ تھا کہ نماز کے وقت سے پہلے ہی حرم میں تشریف لے جاتے اور خاص کر عصر سے عشاء کا وقت تو حرم میں ہی گذارتے ،مواجہہ شریف میں سلام عرض کر کے سامنے ہی بائیں جانب صف اول میں بیٹھ جاتے اور یہ سارا وقت عبادت ،تلاوت، ذکر اور درود شریف میں گذرتا اور کسی سے بات کرنا پسند نہ فرماتے ۔(اقراء ڈائجسٹ ۸۸ ص:۱۲۱)

۲۔حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا یہ عالم تھا کہ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی آتا، آنکھیں پرنم ہو جاتیں، مدینہ طیبہ میں زیارت واعتکاف کے موقعہ پر اس محبت وعشق کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مواجہہ شریف کا احترام واکرام واجلال طبعیت ثانیہ بن چکا تھا کئی بار خواب میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے ۔توبہ، انابت، خوف وخشیت سے سرشار تھے، ڈرنے والا دل، رونے والی آنکھ اللہ تعالی نے آپ کو عطا کی تھی ۔(ماہنامہ بینات حضرت بنوری نمبر، جنوری فروری ۷۸،ص:۱۳۹)

۲۔حضرت بنوریؒ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ روضہ اقدس علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی خاک پاک محفوظ رکھی تھی، ساتھ ہی چراغ میں جلنے والا تیل، اور بیت اللہ کے غلاف کا ٹکڑا اور خانہ خدا کے چھت کی لکڑی، نیز جس ملفوف میں ہی قیمتی اشیا محفوظ کر رکھی تھیں اس پر یہ وصیت تحریر فرما رکھی تھی کہ اس خاک پاک کو میری آنکھوں کا سرمہ، تیل کو کفن کا عطر، غلاف کعبہ کو کفن کی زینت اور خانہ خدا کے چھت کی لکڑی کو قبر میں رکھ دیا جائے۔الحمد للہ سب وصیتوں پر حسب ہدایت عمل کیا گیا۔(ماہنامہ بینات حضرت بنوری نمبر جنوری فروری ۸۷،ص ۶۸ ۷)

☆۔۔۔حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ا۔حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہاء یہ تھی کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ادا کے خلاف کوئی بات برداشت نہ ہوتی تھی فوراً چہرے پر غصے کے آثار نظر آتے مگر شفیق اتنے کہ منہ پر شفقت کا ہاتھ پھیر کر محبوب عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو سجانے کا کہتے، جو وعدہ کر لیتا اس کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اسے اپنا گرویدہ بنا لیتے اس طرح آپ کی شفقت نے کئی انسانوں کو سنت نبویو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزین کر دیا۔(ماہنامہ بینات، شہید نمبر ص:۴۳۱)

۲۔حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ ایک دن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باہر تشریف لائے تو ایک صاحب جو پاکستانی تھے اور وضع قطع سے تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے حضرت سے نہایت ادب واکرام سے ملے اور حضرت سے دعا کی درخواست کی،۔حضرت نے انہیں دیکھ کر رونا شروع کر دیا، سب حاضرین بھی رونے لگے حضرت نے تھوڑی دیر بعد ان سے فرمایا: بھائی! آپ نے پوچھا نہیں کہ میں کیوں رویا ہوں؟ اس پر ان صاحب نے عرض کیا ارشاد فرمایئے آپ کیوں روئے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: بھائی! میں نے جب آپ کے چہرے کو دیکھا تو مجھے اس لئے رونا آیا کہ آپ اس چہرے اور شکل کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں گئے ہوں گے؟ اس سے حضور کو کتنی تکلیف پہنچی ہوگی؟ یہ سننا تھا کہ وہ شخص دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور روتے روتے کہنے لگا کہ حضرت! آئندہ کبھی بھی داڑھی نہیں منڈاؤں گا۔

اس کے بعد حضرت رحمہ اللہ تعالی نے ان کے لئے دعا کی اور چل دیے۔(ماہنامہ بینات،شہید نمبر،ص:۳۷۹)

۳۔حضرت مولانا یوسف لدھیانویؒ کے سنت نبوی سے عشق کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے تقریبا ۱۵ سال تک باقاعدگی کے ساتھ لوکی کا سالن استعمال کیا،لوکی کے سالن کے علاوہ کچھ استعمال نہیں فرماتے تھے۔یہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس لئے کہ لوکی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدہ سبزی تھی اس سنت پر عمل کرنے کے لئے ایک عرصہ تک لوکی کو استعمال کیا لیکن بعد میں ڈاکٹروں کے مشورہ پر اس کا استعمال ترک کر دیا کیونکہ ڈاکٹروں نے کہا مسلسل لوکی استعمال کرنے کی وجہ سے جسم کی تاثیر حد سے زیادہ ٹھنڈی ہوگئی ہے لہذا اب مزید استعمال نہ کریں۔اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرتؒ کے اندر کتنی استقامت اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عشق ومحبت تھی کہ صحت داؤ پر لگا دی مگر سنت سے پیار نہ چھوڑا۔(ماہنامہ بینات،شہید نمبر ص:۳۵۵)

☆☆☆☆

شعراء میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہت سے ایسے شعراء ہیں جن کو اللہ پاک نے شعر کہنے کا ملکہ عطا کیا ہوا ہے۔ بعض شعرا ایسے ہوتے ہیں انسان کا دل تک تڑپ جاتا ہے، ان کے الفاظ میں ایسی کشش ہوتی ہے کہ انسان کہتا ہے اس کو سنتا رہے۔ بہت سے ایسے شعراء ہیں جو عشق الٰہی اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر اشعار لکھتے ہیں جس سے طبیعت میں ایک سوز سا پیدا ہوجاتا ہے۔ ان تمام حضرات کے روحانی وارث شاعر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ چند شعراء کرام کے کلام نظر قارئین کیے جاتے ہیں۔

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب

کلام: سید اسماعیل شہیدؒ

اسی سے ہے مقصود اصلی خطاب
وہی ہے مضمون اُم الکتاب
خصوصا کہ جو اکمل انسان ہے
وہ سارے صحیفوں کا عنوان ہے
حبیب خدا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
شفیع الوری ، ہادی راہ دیں
محمد ہے نام ان کا احمد لقب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
زبان ان کی ہے ترجمان قدم
ہوا باغ دیں جس سے رشک ارم

چلو مدینے چلو

کلام: حضرت مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ

کہے ہے شوق نبی یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے
میں ہوں گا دل سے تمہارا رہبر چلومدینے چلو مدینے
صبا بھی لانے گئی ہے اب تو نسیم طیبہ نسیم طیبہ
کے ہے شوق اب ہوائیں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے
خدا کے گھر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوئی ہے آکر
مریں گے اب تو نبی کے در پر چلو مدینے چلو مدینے
شہر شہر کیوں پھرے ہے مارا جو دونوں عالم کی چاہے دولت
تو سر قدم ہو کے ورد پی کر چلو مدینے چلو مدینے
یہ جذب عشق محمدی ہیں دلوں کو امت کے کھینچتے ہیں
کہے ہے ہر دل جو ہو کے منظر چلو مدینے چلو مدینے
جو کفر ظلم و فساد عصیاں ہر اک شہر میں ہو نمایاں
تو دین اسلام اٹھے یہ کہہ کر چلو مدینے چلو مدینے
رجب کے ہوتے ہیں جب مہینے بھرے ہیں شوق نبی سے سینے
صدا ہے مکے میں کو بکو ہے چلومدینے چلو ۔
ہلاکت امداد اب تو آئی جو فوج عصیاں نے کی چڑھائی
نجات چاہو تو اے برادر چلو مدینے چلو مدینے

قصیدہ بہاریہ (چند اشعار)

کلام: حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

نہ ہووے نغمہ سرا کس طرح سے بلبل زار
کہ آئی ہے نئے سر سے چمن میں بہار
الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثنا اس کی
کہ جس پہ ایسا تری ذات خاص کا ہو پیار
جو تو اسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
فلک پہ عیسیٰ و ادریس ہیں تو خیر سہی
زمیں پہ جلوہ نما ہیں محمد مختار
فلک پہ سب سہی پر ہے نہ ثانئ احمد
زمیں پہ کچھ نہ ہو پر ہے محمدی سرکار
کرے ہے ذرہء کوئے محمدی سے خجل
فلک کے شمس و قمر کو زمین لیل و نہار
نثار کیا کروں مفلس ہوں نام پر اس کے
فلک سے عقد ثریا لوں دے اگر وہ ادھار
ثنا کر اس کی فقط قاسم اور سب کو چھوڑ
کہاں کا سبزہ کہاں کا چمن کہاں کی بہار
ثنا کر اُس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اُس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار

کہاں وہ رتبہ کہاں عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہء زار
اگر کرے مری روح القدس مددگاری
تو اس کی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار
تو فخر کون و مکاں زبدہء زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہہ ابرار
خدا ترا تو خدا کا حبیب اور محبوب
خدا ہے آپ کا عاشق تم اس کے عاشق زار
تو بوئے گل ہے اگر مثل گل ہیں اور نبی
تو نور شمس اگر اور انبیاء ہیں شمس نہار
حیات جان ہے تُو ہیں اگر وہ جان جہاں
تو نور دیدہ ہے گر ہیں وہ دیدہء بیدار
طفیل آپ کے ہے کائنات کی ہستی
بجا ہے کہئے اگر تم کو مبدءالآثار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
تو ہے آئینہ کمالات کبریائی کا
وہ آپ دیکھتے ہیں اپنا جلوہء دیدار

جلوہ پر ضیاء رخ انور کا نور ہے

کلام: حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

ہر جلوہ پر ضیاء رخ انور کا نور ہے
شانوں میں کیا بلند یہ شان حضور ہے
شافع ہیں روز حشر کے سب کے ہیں پیشوا
محبوب کبریا ہیں یہ شان حضور ہیں
سب پہ حریص اور رؤف و رحیم ہیں
سب عزیز ہیں یہ شان حضور ہے ۔
منشاء ہیں خلق و امر کا مبداء ہیں منتہی
منبع وجود کا ہیں یہ شان حضور ہے
مجھ سیاہ رو کی جو بخشد بھی ہوگئی
سے سیاہ رو کی جو بخشش بھی ہو گئی
یہ شان مغفرت ہے یہ شان حضور ہے

حضور آپ کے فیضان بھولتے ہی نہیں

کلام: حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے فیضان بھولتے ہی نہیں
جو بے شمار ہیں احسان بھولتے ہی نہیں
جو متبع ہیں حقیقی حضور والا کے
وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فرمان بھولتے ہی نہیں
دورد بھیجتا ہے رب دو جہاں جن پر
ہم اس نبی کی شان بھی بھولتے ہی نہیں
جنہیں ستاروں کی مانند آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا
ہمیں وہ یاران جھولتے ہی نہیں
جنہیں بٹھاتے تھے حضرت خود اپنے منبر پر
ہمیں وہ ان کے ثنا خوان بھولتے ہی نہیں

اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو

کلام: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو
دن رات پھر لبوں پہ درود وسلام ہو
پھر ذکر لا الہ میرا حرز جان ہو
اس وقت واپسیں یہی میرا کلام ہو
محراب مصطفی میں ہو معراج سرنصیب
پھر سامنے وہ روضہ خیر الا نام ہو
پھر بھی مواجہہ میں درود وسلام کا
پر کیف وہ نظارہ ہر خاص و عام ہو
پھر کاش میں مکین حرم مصطفی میں ہوں
فضل خدا سے روضۂ جنت مقام ہو
پھر ذکر لاالہ میرا حرز جان ہو
دوزخ کی آنچ مجھ پر الٰہی حرام ہو
کتنا بلند اس عجمی کا مقام ہے
جس کو وہ خود یہ کہدیں کہ میرا غلام ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھے دلوں کا سلام لے لو

کلام: حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دکھے دلوں کا سلام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے ہوئے، کھڑے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا، نظر سے روپوش ہے کنارہ
نہیں ہے کوئی ناخدا ہمارا، خبر تو عالی مقام لے لو
قدم قدم پر ہے خوف ر ہنزن ،زمین بھی دشمن آسمان بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن، تمہی محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضہ وفا کا ہم سے، کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے، خیر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں، نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا، تمام اپنے غلام لے لو
یہ دل میں اپنے ارماں ہے طبیب، مزار اقدس پہ جا کے اک دن
سناؤں ان کو میں حال دل کا، کہوں میں ان سے سلام لےلو

آفتاب آئے ماہتاب آئے

کلام: حضرت مولانا سید ابوذر شاہ بخاریؒ

آفتاب ﷺ آئے، ماہتاب ﷺ آئے
سب سے آخر میں آں جناب ﷺ آئے
ساری دنیا مثال دوزخ تھی
آپ ﷺ ہی خلد در رکاب آئے
ساری دنیا پہ تھی محیط خزاں
اس پہ لازم تھا اب شباب آئے
زنگ خوردہ تھا شیشہ دل و روح
چاہیے تھا کہ اس پر آب آئے
کفر بے ڈھب سوال کرتا تھا
آپ ﷺ ہی بن کے لا جواب آئے
آپ ﷺ آئے تو ہو گئی تنویر
سخت ظلمت کو پیچ و تاب آئے
عقل ڈوبی، ابھر گیا الہام
فکر و وجداں میں انقلاب آئے
حق یہی تھا، نبی ﷺ کی مسند پر
پوری امت کا انتخاب آئے
آئے صدیقؓ "پھر عمر فاروقؓ"
آئے عثماںؓ"، تو بو ترابؓ آئے
پر حسنؓ اور معاویہؓ کو سلام
کیسے خوش بخت و کامیاب آئے
ان کے اصحابؓ پر درود و سلام
اترے رحمت تو بے حساب آئے
ان کے اعداء کے منہ میں خاک پڑے
ان پر آنا ہے جو عذاب آئے

قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضور کی

کلام: حضرت مولانا محمد ذکی کیفیؒ

قسمت سے مل گئی ہے قیادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اللہ کا کرم ہے عنایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

دو لفظ ہیں خلاصہ - عرفان آگہی
وحدانیت خدا کی رسالت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

بھر لی ہیں ہر گدا نے سعادت سے جھولیاں
نگری رہے ہمیشہ سلامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

رب کریم ! شان کریمی کا واسطہ !
جنت میں ہو نصیب رفاقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

کیفی خدا نصیب کرے اپنے فضل سے
الفت کے ساتھ ساتھ اطاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ہر دم درود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کروں

غیر منقوط کلام: حضرت مولانا محمد ولی رازیؒ

ہر دم درود سرور عالم کہا کروں
ہر لحہ محو روئے مکرم رہا کروں

اسم رسول ہوگا مداوائے درد دل
صل علی سے دل کے دکھوں کی دوا کروں

ہر سطر اس کی اسوۂ ہادی" کی ہو گواہ
اس طرح حال احمد مرسل کہا کروں

معمور اس کو کر کے معرا سطور سے
ہر کلمہ اس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

گو مرحلہ گراں ہے مگر ہو رہے گا طے
اسم رسول سے ہی در دل کو وا کروں

ہر دم رواں ہو دل سے درودوں کا سلسلہ
طے اس طرح سے راہ کر ہر مرحلہ کروں

دے دوں اگر رسول مکرم " کا واسطہ
دل کی ہر اک مراد ملے ،گر دعا کروں

اس کے علاوہ سارے سہاروں سے ٹوٹ کر
اللہ کے کرم کے سہارے رہا کروں

ہوکر رہے گا سہل ، ہر اک مرحلہ کڑا
اللہ کے کرم کا اگر آسرا کروں

اردو کو اک رسالۂ الہام دوں ولی
لوگوں کو دور ہادی عالم عطا کروں

بڑھاپا ہے، چلا ہوں سوئے یثرب

کلام: حضرت مولانا مفتی محمودؒ

بڑھاپا ہے، چلا ہوں سوئے یثرب
لرزتا ، لڑکھڑاتا ، سر جھکائے
گناہوں کا ہے سر پر بوجھ بھاری
پریشاں ہوں اسے اب کون اٹھائے
کبھی آیا جو آنکھوں میں اندھیرا
تو چکرا کر قدم بھی ڈگمگائے
کبھی لاٹھی بھی دیوار پکڑی
کبھی پھر بھی قدم جمنے نہ پائے
نہ بیٹا ہے نہ پوتا ہے نہ بھائی
کوئی گھر کا نہیں جو ساتھ جائے
نہیں کچھ آرزو اب واپسی کی
وہیں رکھے خدا واپس نہ لا※
مگر چلتا رہوں گا دھیرے دھیرے
دیا والا میری نیا لکھائے
وہاں جا کر کہوں گا گڑگڑا کر
سلام اس پر جو گرتوں کو اٹھائے
سلام اس پر جو سوتوں کو جگائے
سلام اس پر جو روتوں کو ہنسائے
سلام اس پر جو اجڑوں کو بسائے
سلام اس پر جو بچھڑوں کو ملائے
سلام اس پر جو بھوکوں کو کھلائے
سلام اس پر جو پیاسوں کو پلائے

اے رسول امیں خاتم المرسلیں

کلام: حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہؒ

اے رسول امیں، خاتم المرسلیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
ہے عقیدہ اپنا بصدق و یقیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
اے براہیمی و ہاشمی خوش لقب، اے تو عالی نسب، اے تو والا حسب
دودمانِ قریشی کے دُرِثمین، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
دست قدرت نے ایسا بنایا تجھے، جملہ اوصاف سے خود سجایا تجھے
اے ازل کے حسیں، اے ابد کے حسیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
بزم کونین پہلے سجائی گئی، پھر تری ذات منظر پر لائی گئی
سید االاولیں، سید الآخریں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
تیرا سکہ رواں, کل جہاں میں ہوا، اِس زمیں میں ہوا، آسماں میں ہوا
کیا عرب کیا عجم، سب ہیں زیرِ نگیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
تیرے انداز میں وسعتیں فرش کی، تیری پرواز میں رفعتیں عرش کی
تیرے انفاس میں, خلد کی یاسمیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
سدرۃالمنتہٰی رہگزر میں تری ،قابَ قوسین گردِ سفر میں تری
تو ہے حق کے قریں، حق ہے تیرے قریں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
کہکشاں ضوترے سرمدی تاج کی، زلفِ تاباں حسیں رات معراج کی لیلۃُ القدر تیری منور جبیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

مصطفےٰ مجتبےٰ، تیری مدح وثنا، میرے بس میں ، دسترس میں نہیں
دل کو ہمت نہیں ، لب کو یارا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
کوئی بتلائے کیسے سراپا لکھوں، کوئی ہے ! وہ کہ میں جس کو تجھ سا کہوں
توبہ توبہ! نہیں کوئی تجھ سا نہیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
چار یاروں کی شان جلی ہے بھلی، ہیں یہ صدیق، فاروق، عثمان ، علی
شاہدِ عدل ہیں یہ ترے جانشیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں
اے سراپا نفیس انفسِ دوجہاں، سرورِ دلبراں دلبرِ عاشقاں
ڈھونڈتی ہے تجھے میری جانِ حزیں، تجھ سا کوئی نہیں ، تجھ سا کوئی نہیں

یہ انعام آہ سحر دیکھتے ہیں

کلام: حضرت مولانا حکیم شاہ محمد اخترؒ

یہ انعام آہ سحر دیکھتے ہیں
مدینہ کی شام وسحر دیکھتے ہیں
جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باخبر دیکھتے ہیں
اسے غیر سے بے خبر دیکھتے ہیں
غلامی سے تیری غلاموں کا رتبہ
ملائک سے بھی فوق تر دیکھتے ہیں
تجلی جو ہے سبز گنبد پہ ہر دم
اسے رشک شمس و قمر دیکھتے ہیں
مدینہ کا جغرافیہ دیکھ کر ہم
عجب حال قلب و جگر دیکھتے ہیں
تصور میں آتا ہے جب سبز گنبد
تو ایمان کو گرم تر دیکھتے ہیں
بفرط محبت بشوق نظر ہم
مدینہ کے دیوار ودر دیکھتے ہیں
ابوبکرؓ وفاروقؓ و عثمانؓ وحیدرؓ
تصور میں ہم ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر دیکھتے ہیں
جو روضہ پہ حاضر سلاطین ہوئے ہیں
تو پندار زیر و زبر دیکھتے ہیں
جو جالی پر صل علی کہہ رہے ہیں
اے اختر انہیں چشم تر دیکھتے ہیں

وہ زمین اور وہ آسماں اور ہے

کلام: حضرت مولانا مشرف علی تھانویؒ

میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دھرتی جہاں اور ہے
اس کا ہر گل ہے ہاں رشک شمس و قمر
وہ چمن اور وہ گلستان اور ہے
اس کے باسی ہیں سب رشک حور و ملک
وہ مکین اور ہیں وہ مکاں اور ہے
وہ زمیں پر ہے جنت بلا شک و شبہ
وہ خدا کی خدائی کی شاں اور ہے
مرتبہ حد ادراک سے ہے وراء
کون سمجھے تجھے تیری شاں اور ہے
یہ تو ہے مکسن تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں
اس کی دنیا الگ یہ جہاں اور ہے
یہ مدینہ ہے عارف سنبھل کر چلو
اس شہر کا ادب میری جاں اور ہے

الٰہی دکھا دے بہار مدینہ

کلام: خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

الٰہی دکھا دے بہار مدینہ
کہ دل ہے بہت بے قرار مدینہ

یہ دل اور انوار کی بارشیں ہوں
یہ آنکھیں ہوں اور جلوہ زار مدینہ

وہاں کی ہے تکلیف راحت سے بڑھ کر
مجھے گل سے بڑھ کر ہے خار مدینہ

کبھی گرد کعبہ کے ہوں میں تصدق
کبھی جا کے ہوں میں نثار مدینہ

کبھی لطف مکہ کا حاصل کروں میں
کبھی جا کے لوٹوں بہار مدینہ

رہے میرا مسکن حوالی ″ کعبہ
بے میرا مدفن دیار مدینہ

پہنچ کر نہ ہو لوٹنا پھر وہاں سے
و ہیں رہ کے ہوں جاں سپار مدینہ

بعد عیش سوؤں میں تا صبح محشر
جو ہو میرا مرقد کنار مدینہ

الٰہی بصد شوق مجذوب پہنچے
یہ ناکام ہو کامگار مدینہ

اک رند ہے اور مدحتِ سلطان مدینہ

کلام: جگر مرادآبادیؒ

اک رند ہے اور مدحتِ سلطان مدینہ
ہاں کوئی نظر رحمتِ سلطان مدینہ

دامان نظر تنگ و فراوانی جلوہ
اے طلعتِ حق طلعتِ سلطانِ مدینہ

اے خاکِ مدینہ تری گلیوں کے تصدق
تو خلد ہے تو جنت ِسلطان مدینہ

اس طرح کہ ہر سانس ہو مصروفِ عبادت
دیکھوں میں درِ دولتِ سلطانِ مدینہ

اک ننگِ غمِ عشق بھی ہے منتظرِ دید
صدقے ترے اے صورتِ سلطان مدینہ

کونین کا غم یادِ خدا ور شفاعت
دولت ہے یہی دولتِ سلطان مدینہ

ظاہر میں غریب الغربا پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوتِ سلطان مدینہ

اس امت عاصی سے نہ منھ پھیر خدایا
نازک ہے بہت غیرتِ سلطان مدینہ

کچھ ہم کو نہیں کام جگرؔ اور کسی سے
کافی ہے بس اک نسبت ِسلطان مدینہ

آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ

کلام: حافظ جمال الرحمن رضویؒ

آنکھوں کا تارہ نام محمد ﷺ
دل کا اجالا نام محمد ﷺ
پوچھے گا اللہ لایا ہے کیا کیا
پوچھے گا مولا لایا ہے کیا کیا
میں یہ کہوں گا نام محمد ﷺ
دل کا اجالا نام محمد ﷺ
دونوں جہاں کی دولت جو چاہو
دونوں جہاں کی دولت جو چاہو
کرلو وظیفہ نام محمد ﷺ
دل کا اجالا نام محمد ﷺ
اللہ اکبر رب العلیٰ نے
ہر شئے پہ لکھا نام محمد ﷺ
دل کا اجالا نام محمد ﷺ
روز قیامت میزان و پل پر
دے گا سہارا نام محمد ﷺ
دل کا اجالا نام محمد ﷺ
پیارے صحابہ ؓ پہ قربان جاؤں
ان سے سیکھا ہے نام محمد ﷺ
دل کا اجالا نام محمد ﷺ

میں تھا ایک دن خیالوں میں کھویا ہوا

کلام: محترم جناب رفیع صاحب

میں تھا ایک دن خیالوں میں کھویا ہوا
رب سے میں نے تصور میں کی التجا
کون ہے تجھ کو پیارا اے میرے خدا
مجھ سے میرے خدا نے کہا مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پوچھا آدمؑ سے میں نے کہ اے اُوصَفی
آپ سے بڑھ کر جہاں میں کوئی بھی نہیں
بولے مجھ سے بھی بڑھ کر ہے وہ مہ جبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نام جن کا سرے عرش میں نے پڑھا

پوچھا یوسفؑ سے میں نے کہ پیارے نبیؑ
دیکھ کر تجھ کو ہیں انگلیاں کاٹ دی
بولے مجھ سے بھی ہیں اس جہاں میں حسین
جس نے دیکھا انہیں ان پر خود کٹ گیا

پوچھا نبیوں سے میں نے کہ اے انبیا
لیل معراج میں کیا ہوا واقعہ
بولیں سب انبیا کہ قسم بخدا
ہم بنے مقتدی وہ بنے مقتدا

پوچھا جبرائیلؑ سے مجھ کو یہ تو بتا
کون ہے تجھ سے اقرب الیٰ رَبنا
بولے میری تو حد سدرۃ المنتہی
اے کلیم اس سے آگے گیئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر

کلام: محترم سید اقبال عظیم صاحب

فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود ان ہی کو پکاریں گے ہم دور سے
راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے
ہم مدینے میں تنہا نکل جائیں گے
اور گلیوں میں قصداً بھٹک جائیں گے
ہم وہاں جا کے واپس نہیں آئیں گے
ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ تھک جائیں گے
جیسے ہی سبز گنبد نظر آئے گا
بندگی کا قرینہ بدل جائے گا
سر جھکانے کی فرصت ملے گی کسے
خود ہی پلکوں سے سجدے ٹپک جائیں گے
فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
نام آقا جہاں بھی لیا جائے گا

ذکر اُن کا جہاں بھی کیا جائے گا
نور ہی نور سینوں میں بھر جائے گا
ساری محفل میں جلوے لپک جائیں گے
اے مدینے کے زائر! خدا کے لئے
داستانِ سفر مجھ کو یوں مت سنا
دل تڑپ جائے گا، بات بڑھ جائے گی
میرے محتاط آنسو چھلک جائیں گے
ان کی چشمِ کرم کو ہے اس کی خبر
کس مسافر کو ہے کتنا شوقِ سفر
ہم کو اقبال جب بھی اجازت ملی
ہم بھی آقا کے دربار تک جا ئیں گے
فاصلوں کو تکلف ہے ہم سے اگر
ہم بھی بے بس نہیں بے سہارا نہیں
خود ان ہی کو پکاریں گے ہم دور سے
راستے میں اگر پاؤں تھک جائیں گے

بن دیکھے محمدؐ پر قربان زمانہ ہے

کلام: محترم ملک مبشر سیم صاحب

بن دیکھے محمدؐ پر قربان زمانہ ہے
جس جس کو بھی دیکھا ہے وہ ان کا دیوانہ ہے
روضہ ہے جو آقاؐ کا جنت کا وہ ٹکڑا ہے
حجرے میں تو اماںؓ کے رحمت کا خزانہ ہے
اس دن سے بلندی پر پہنچی ہے میری قسمت
جس دن سے محمدؐ کا ہونٹوں پہ ترانہ ہے
معراج کی شب مولا جبریلؑ یوں بولے
محبوب کے تلووں پر لب رکھ کے جگانا ہے
مہتاب ہوا ٹکڑے انگلی کے اشارے سے
ہر معجزہ اعلیٰ ہے انداز سہانا ہے
کچھ بھی تو نہیں پلے اعمال ارے صائم
سرکار کی مدحت ہی بخشش کا بہانہ ہے

☆☆☆☆☆